نمبر ۷۹ | مورخہ ۶ر جنوری سنہ ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۶ر شعبان سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

چند دن سے نزلہ اور بخار کی عام شکایت پیدا ہو گئی ہے۔ جناب سید محمد اسحاق صاحب ناظر ضیافت بعارضہ نمونیہ علیل ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے نیز دوسرے بیماروں کی صحت کے لئے دعا کریں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے میرٹھ تشریف لے گئے ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عیسائی مذہب انسانی قویٰ کی توہین کرتا ہے

"سچی معرفت ہر ایک طالبِ حق کو جو مستقل مزاجی سے اس راہ میں قدم رکھتا ہے۔ مل سکتی ہے۔ یہ کسی کے لئے خاص نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ جو غفلت کرتا ہے۔ اور صدق نیت سے اس کی جستجو نہیں کرتا۔ اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ تو ہر ایک انسان کو اپنے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ انسان کو خدا نے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اور اسی لئے فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ جن لوگوں نے ایک عورت کے بچے کو۔ یا یوں کہو۔ کہ انسان کو خدا بنایا ہے۔ انہوں نے نہ خدا کو سمجھا ہے۔ اور نہ انسان ہی کی حقیقت پر غور کی ہے۔ انسان کیا ہے؟ گویا کل مخلوقات الٰہیہ کی ایک مجموعی صورت ہے۔

جس قدر مخلوق دنیا میں جیسے بھیڑ۔ بکری وغیرہ موجود ہے۔ سب انسانی قویٰ کی انفرادی صورتیں ہیں۔

جیسے ایک مصنف ایک کتاب لکھنی چاہتا ہے۔ تو پہلے متفرق نوٹ ہوتے ہیں پھر ان کو ترتیب دیکر ایک کتاب کی صورت میں لے آتا ہے اسی طرح پر کل مخلوقات انسانی قویٰ کے خاکے ہیں۔ گویا یہ عملی صورت بتاتی ہے۔ کہ انسان اعلیٰ قویٰ لے کر آیا ہے۔ پس عیسائی مذہب انسانی قویٰ کی توہین کرتا ہے۔ اور ان کی تکمیل اور نشو و نما کے لئے ایک خطرناک روک پیدا کر دیتا ہے۔ جبکہ وہ انسان کو خدا بنا کر اس کے خون پر نجات کا انحصار رکھدیتا ہے۔"

(الحکم ۱۷۔ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء)

اخبار احمدیہ

آڑہ ضلع گجرات میں کامیاب مناظرہ

۲۹۔دسمبر ۱۹۳۰ء کو مولوی محمد حسین کولو تارڑوی نور نگ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں آیا۔ اور احمدیت کے خلاف تقریر کی۔ جس میں جماعت احمدیہ کو مقابلہ کے لئے للکارا۔ جماعت احمدیہ نے اسی وقت ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے گجرات کو تار دیا۔ ملک صاحب پہونچ گئے۔ مگر مولوی محمد حسین وہاں سے موضع آڑہ میں جا چکا تھا۔ ہم اس کے تعاقب میں آڑہ پہونچے۔ غیر احمدی مولوی پہلے تو مناظرہ سے پہلو تہی کرنے لگا۔ مگر بعد میں دوسروں کے کہنے سننے سے صداقت مسیح موعود علیہ السّلام اور وفات مسیح ناصری علیہ السلام پر مناظرہ کے لئے آمادہ ہو گیا۔

۳۱۔دسمبر ۱۹۳۰ء دو گھنٹہ صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ ہوا۔ ملک صاحب نے قرآن کریم کی سات آیات اور تین احادیث سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کیا۔ اور چیلنج دیا۔ کہ غیر احمدی مناظر کسی کاذب مدعی وحی والہام کا دعوے کے بعد ۲۳۔ سال مہلت پانا ثابت کرے۔ مگر غیر احمدی مناظر نے آخر وقت تک اس کی طرف توجہ تک نہ کی۔ تمام سنجیدہ اصحاب نے جن میں غیر مسلم بھی شامل تھے۔ متفقہ طور پر کہا۔ کہ غیر احمدی مناظر احمدی مناظر کے مطالبات کا جواب نہیں دے سکا۔ حتےٰ کہ غیر احمدی ذیلدار چوہدری برکت علی صاحب (جنہوں نے مولوی محمد حسین کو مدعو کیا تھا) تمام پبلک کے سامنے بلند آواز سے کہا۔ کہ ہمارے مولوی صاحب بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اور پرانے زمانہ کے آدمی ہیں۔ تمام غیر احمدی اپنے مناظر کی کمزوری کا زبانِ حال سے اعتراف کر رہے تھے۔

دوسرے دن یکم جنوری ۱۹۳۱ء کو گیارہ بجے سے لے کر چار بجے تک صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے مضمون کے بقیہ حصہ اور مسئلہ وفات مسیح ناصری علیہ السلام پر نہایت کامیاب مناظرہ ہوا۔ پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔ (نامہ نگار)

ایک احمدی کو خطاب

یہ خبر مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ خانصاحب شیخ رحمت اللہ صاحب احمدی سب ڈویژنل افسر ملٹری ورکس پشاور کو سال نو کے موقعہ پر "خان بہادر" کا خطاب عطا ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے۔

شکریہ

امیر صاحب جماعت احمدیہ فیروزپور نے کچھ کپڑے یتامیٰ اور مساکین کیلئے بھجوائے ہیں۔ جو میر اکبر علی صاحب کی طرف سے عطیہ ہیں۔ میں ہر دو صاحبان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

عہدیداران جماعت احمدیہ چک ۹۹ شمالی

جنرل سکرٹری چوہدری سلطان احمد۔ سکرٹری تبلیغ چوہدری محمود احمد صاحب۔ سکرٹری تعلیم و تربیت سید بڈھا شاہ صاحب۔ سکرٹری امور عامہ چوہدری غلام رسول صاحب۔ سکرٹری مال عبد العزیز صاحب۔ محاسب مولوی محمد علی صاحب مدرس

خاکسار سلطان احمد

اخبار مفت

مولوی محب الرحمٰن صاحب احمدی (لانڈری فونڈری) خواجہ دل محمد روڈ لاہور نے مبلغ پانچ روپے چھ ماہ کے لئے کسی نادار بھائی کے نام اخبار جاری کرنے کے لئے جمع کرائے اور خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ غیر مستطیع اصحاب۔ ان کے نام درخواستیں بھجوائیں۔ (مینیجر الفضل)

شیخ عبد المجید صاحب پوسٹماسٹر کہاں ہیں؟

شیخ عبد المجید صاحب احمدی پوسٹ ماسٹر کراچی سکنہ دھرم کوٹ بگہ ضلع گورداسپور اپنے پتہ سے مطلع کریں۔ کیونکہ ان کا لڑکا بشیر احمد جو چار پانچ ماہ سے لاپتہ ہو گیا تھا۔ اب میرے پاس ہے بفضل الرحمٰن اختر جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ ملتان چھاؤنی

ضرورت کتاب

مجھے ایک مخالف کو دکھانے کے لئے کتاب "اعجاز المسیح" کی سخت ضرورت ہے۔ کوئی احمدی بھائی عاریتاً یا قیمتاً عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

خاکسار شیخ حمید احمد سکرٹری جماعت احمدیہ میمیو ملک برما

درخواست ہائے دعا

(۱) میرے والد صاحب اور چھوٹا بھائی بیمار ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار عبد الواحد قادیان

۲۔ میرے داماد کو ایک ابتلاء درپیش ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالےٰ رحم فرمائے۔ خاکسار محمد حسین دھرم سالہ

۳۔ میرا بھتیجہ چوہدری خورشید احمد بی۔ اے امتحان آئی۔ سی۔ ایس۔ دینے والا ہے۔ احباب کامیابی کیلئے دعا کریں۔ خاکسار غلام قادر نمبردار وکار چک

۴۔ میرا بھائی محمد اسحاق بیمار ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار محمد عبد الحق احمدی امرتسر چھاؤنی

۵۔ میں عرصہ سے بیمار ہوں۔ چند دن سے تکلیف بہت بڑھ گئی ہے۔ جملہ احباب میری صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد عبد اللہ امرتسری۔ موضع ملک پور

۶۔ احباب کی دعاؤں سے گذشتہ سال مجھے جو ترقی ملی تھی۔ اس پر مستقل ہونے کے لئے مارچ ۱۹۳۱ء میں فیصلہ ہونے والا ہے۔ تمام بھائی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے کامیاب کرے۔ خاکسار غلام محمد اختر سٹاف وارڈن راولپنڈی

۷۔ میرے بھائی بشیر احمد صاحب چھ سات ماہ سے بیمار ہیں۔ اور حالت بہت کمزور ہو چکی ہے۔ احباب سلسلہ صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ خاکسار کریم بخش احمدی نوشہرہ چھاؤنی

۸۔ اخویم چوہدری ہدایت اللہ خاں صاحب خلف مولوی اکبر علی صاحب ساکن داتہ زید کا ضلع سیالکوٹ عرصہ ایک سال سے زائد کے بیمار چلے آتے ہیں۔ اور حالت نہایت کمزور ہو چکی ہے۔ ناظرین اخبار دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ خدا تعالےٰ صحت کاملہ اور شفائے عاجلہ عنایت فرمائے۔ خاکسار فیض احمد بھٹی کاتب الفضل قادیان

اعلانات نکاح

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ۳۰۔نومبر ۱۹۳۰ء سید رحمت علی شاہ صاحب بی۔ اے۔ کا نکاح سیدہ رشیدہ خاتون صاحبہ دختر لفٹیننٹ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے ساتھ مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ خاکسار نسیم

۲۔ عزیز محمد حنیف ولد چوہدری فضل الدین صاحب ساکن فیض اللہ چک کا نکاح مسماۃ مشتاق بیگم دختر شیخ محمد شفیع صاحب ساکن دھرم کوٹ رندھاوا کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ مہر ۲۸۔دسمبر کو مولوی عبد الواحد صاحب کشمیری نے پڑھا۔ خاکسار ضیاء الحق خان

۳۔ ۷۔دسمبر ۱۹۳۰ء کو سید مبارک حسین خلف سید عبد القادر صاحب رئیس پٹیالہ کا نکاح مسماۃ حمیدہ خاتون دختر سید امید حسن صاحب سے ایک ہزار روپیہ مہر پر خاکسار نے پڑھا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ خاکسار عبد العزیز

ولادت

۱۔ اللہ تعالےٰ نے مولوی سراج الحق صاحب فنانشل سکرٹری جماعت پٹیالہ کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو خادم دین بنائے۔ خاکسار عبد العزیز پٹیالہ

۲۔ مورخہ ۱۲ کو اللہ تعالےٰ نے خاکسار کے ہاں فرزند نرینہ عطا فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ خادم دین بنائے خاکسار غلام احمد خان گوگیرہ

دعائے مغفرت

۱۔ میری لڑکی ۲۷۔ دسمبر کو فوت ہو گئی ہے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار ملک غلام حسین ملتان

۲۔ میرا لڑکا ۲۶۔ دسمبر کو فوت ہو گیا ہے۔ یہاں کوئی احمدی نہیں ہے احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار رشید احمد خاں تانوگو تحصیل پاکپتن

"الفضل" کے وی۔پی

جن خریداران الفضل کا چندہ ۱۵۔دسمبر سے ۱۵۔جنوری تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ ان کے نام ۱۰۔جنوری کو الفضل وی۔پی ہو گا۔ امید ہے یہ وی۔پی وصول کر لئے جائیں گے۔ یہ بات نوٹ کر لیں۔ کہ بعض اصحاب کے وی پی میں وہ رقم بھی شامل ہے۔ جو اپریل۔ مئی ۱۹۳۰ء میں نکلنے والے ضمیمہ اخبار کی (۸ر) ان کے ذمہ واجب الادا ہے۔ نیز چونکہ الفضل جون سے تین بار کر دیا گیا ہے۔ اور اب چندہ دس روپے سالانہ ہے۔ اس لئے جون سے لے کر دسمبر تک ۷۔ ماہ کے ۱۲/۴ بابت زیادتی قیمت بھی ان سے وصول ہونگے۔ کیونکہ ان کا چندہ بحساب آٹھ روپے وصول ہوا تھا۔

انگریزی ریویو کے وی۔پی

خریداران انگریزی ریویو کے نام وی۔پی کئے جا رہے ہیں۔ از راہ کرم یہ وی پی وصول فرما کر ممالک غربیہ میں اشاعت اسلام کا ثواب حاصل کریں اور رسالہ ماہوار بھی وصول کر کے علمی فیوضات سے مستفیض ہوں۔ مہتمم طبع و اشاعت قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

سُود خواروں کو انتباہ

برار میں سُود خواروں کے مظالم کے خطرناک نتائج

اسی پرچہ میں دوسری جگہ جناب چودھری فتح محمدؐ صاحب ایم۔اے کی وُہ تقریر درج کی گئی ہے۔ جو انہوں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر "اسلام اور اقتصادیات" کے موضوع پر فرمائی۔ اور جس میں آپ نے سود خوار بنیوں اور مہاجنوں کو پُر زور الفاظ میں اس خطرناک وقت سے آگاہ کیا ہے۔ جسے قریب سے قریب تر کرنے میں یہ لوگ بڑی سرگرمی اور پوری لاپرواہی سے مصروف ہیں۔ اور اگر ان کی یہی روش رہی۔ جس پر وُہ اس وقت تک قائم ہیں۔ تو اس نازک اور تباہ کن گھڑی کا آجانا یقینی اور لازمی ہے۔ جو ہندوستان کے امن وامان کو تباہ و برباد کرکے رکھدیگی ؎

ہندوستان کی غربت اور سُود خواروں کے ستم

دیگر ممالک کے مقابلہ میں ہندوستان پہلے ہی بہت غریب مُلک ہے۔ یہاں کی آبادی کا بہت بڑا حصہ بمشکل زندگی کے دن گذارتا ہے۔ اس پر سودخواروں کی بڑھی ہوئی حرص وآز نے اور بھی ستم ڈھا رکھا ہے۔ وُہ بڑے مزے سے اپنے گھروں میں بیٹھے داد عیش وعشرت دیتے رہتے ہیں۔ اور خون پانی ایک کرکے غلہ پیدا کرنے والے کسانوں کڑی سے کڑی مشقتیں برداشت کرکے کچھ کمانے والے مزدوروں اور ملازمت پیشہ لوگوں کی آمدنیاں حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح ملک کا مال و دولت اپنے ایک خاص حلقہ میں جمع کرکے ایک طرف تو یہ لوگ آبادی کے بہت بڑے حصہ کو بھوکوں مارنے کے مجرم بن رہے۔ اور ملک کی ترقی اور خوشحالی میں سدِراہ ہورہے ہیں۔ اور دوسری طرف ان لوگوں میں جن کا گوشت وپوست نوچ نوچ کر کھارہے ہیں۔ غیظ وغضب، غصہ اور ناراضگی۔ نفرت و حقارت کے سخت خطرناک جذبات پیدا کررہے ہیں۔ جو ایک نہ ایک دن ضرور ظاہر ہوں گے۔ اور آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھُوٹ کر تباہی پیدا کردیں گے ؎

ناقابل برداشت حالت

آخر برداشت کی بھی حد ہوتی ہے۔ جب ان لوگوں کو جو سودخواروں کے آہنی پنجوں میں گرفتار ہیں۔ یہ نظر آئے گا۔ کہ ان کی مخلصی کی کوئی صُورت نہیں۔ اور وُہ بے رحم اور سنگدل سُودخواروں کی ذلت خیز غلامی سے کسی طرح مخلصی نہیں پاسکتے۔ تو وُہ وہی کچھ کریں گے۔ جو مایوسی اور ناامیدی کی انتہا کو پہنچ جانے والے کیا کرتے ہیں۔ جب انہیں اپنے زندہ رہنے کی کوئی صُورت نظر نہیں آئے گی۔ تو وُہ ان لوگوں کو بھی اپنا شریک حال بنانے سے دریغ نہ کریں گے جنہیں اپنی بربادی کا باعث سمجھتے ہونگے اس طرح جو نتیجہ رونما ہوگا۔ اس کا بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے

موجودہ مالی مشکلات

چونکہ آج کل ملک کی معاشرتی اور تمدنی حالت میں انقلاب عظیم رونما ہوچکا ہے۔ سابقہ حالات نہایت سرعت کے ساتھ درہم برہم ہورہے ہیں۔ مالی معاملات بڑی تیزی کے ساتھ تغیر پذیر ہورہے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ سود خوار اپنی آہنی گرفت فی الفور ڈھیلی کردیں۔ قرضداروں کے لئے آسانیاں پیدا کریں۔ ان کے اموال پر قبضہ جمانے سے باز آئیں۔ اور انہیں زندہ رہنے دیں۔ تاکہ ان کی اپنی زندگی بھی قائم رہے۔ اور ملک بھی خوشحالی اور ترقی کی طرف قدم بڑھاسکے۔ ورنہ وُہ گھڑی آتی ہے۔ بلکہ دروازہ پر کھڑی ہے جبکہ ان کی سختیوں۔ ان کی بے رحمیوں۔ اور ان کی سنگدلیوں سے تنگ آئی ہوئی مخلوق انتہائی قدم اٹھانے کے لئے مجبور ہوگی۔ خدا کرے۔ ایسا وقت نہ آئے۔ اور حالات اس درجہ نزاکت اختیار نہ کریں۔ لیکن یہ خطرہ اس وقت تک نہیں ٹل سکتا۔ جب تک وُہ لوگ جو اسے پیدا کرنے والے ہیں۔ اپنا رویہ نہ بدلیں۔ اور اپنی ستم رانیوں سے باز نہ آئیں ؎

دُور اندیشی کا تقاضا

عقلمندی اور دُور اندیشی کا تقاضا تو یہی ہے۔ کہ اس وقت جو حالات ہندوستان کے ہر حصہ اور ہر علاقہ میں پیدا ہوچکے ہیں۔ لوگوں کی مالی مشکلات نے جو صورت اختیار کرلی ہے۔ اجناس کے نرخوں میں جو تغیر عظیم واقعہ ہوچکا ہے۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھ کر سُود خوار قرض خواہ مقروضوں پر رحم کریں۔ انہیں ہمدردی کا عملی طور پر یقین دلائیں۔ اور ان کے لئے سہولتیں پیدا کریں ؎

صُوبہ برار کے واقعات

لیکن اگر ان پیش افتادہ واقعات اور ظاہر وباہر حالات سے ابھی تک ان کی آنکھیں نہیں کھُلیں۔ اور قرضداروں کے متعلق تاحال ان کے قلوب میں رحم اور ہمدردی کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوا۔ تو وُہ اپنی بہتری اور بھلائی کے خیال سے ہی ان واقعات پر غور کریں۔ جو صُوبہ برار میں حال ہی میں رونما ہوچکے ہیں۔ اور جن سے ظاہر ہے کہ اس صُوبہ کے کسانوں میں جن میں ہندو مسلمان سب شامل ہیں۔ ساہوکاروں کے خلاف سخت ایجی ٹیشن پھیل گیا ہے۔ حتیٰ کہ اس نے عملی صُورت اختیار کرلی ہے۔ بلڈانہ (برار) کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ "دیہات میں ساہوکاروں پر کسانوں کے اجتماعی حملوں کے نتیجہ میں ساہوکاروں کی فصلوں اور جائدادوں کے نقصانات کا اندازہ پانچ اور دس لاکھ کے درمیان لگایا جاتا ہے"

ساہوکاروں پر کسانوں کے حملوں کی وجہ

"ان حملوں کی وجہ زراعتی حلقوں میں انتہائی بدحالی اور غربت جو موجودہ ارزانی اجناس۔ عام بیکاری اور قرضوں کی وجہ سے اور بھی ناقابل برداشت ہوگئی ہے" قرار دی گئی ہے" اور لکھا ہے۔" ان حملوں کا تمام تر شکار مارواڑی اور برہمن ساہوکار ہوئے ہیں جو زمینوں کے مالک ہیں۔ اور سود پر روپیہ قرض دیتے ہیں"

ان حملوں میں سے ایک کی تفصیل دیتے ہُوئے لکھا ہے:۔

"سب سے خوفناک حادثہ موضع بی بی میں ہُوا۔ جہاں کہ پانچ صد کسانوں کے لاٹھیوں اور دیگر ہتھیاروں سے مسلح مجمع نے اس گاؤں کے تیرہ ساہوکار گھروں پر ہلا بول دیا۔ اُن کا اناج اور نقدی لوٹ لی گئی۔ اور ان کی بہیاں اور دیگر دستاویز جن میں زیادہ تر پرونوٹ تھے۔ جلا ڈالے۔ ساہوکار حملہ آوروں سے اپنی جانیں بچاکر اپنا سب کچھ چھوڑ کر ملحقہ علاقہ میں پناہ گزین ہوگئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حملہ آوروں نے کسی شخص کو جسمانی اذیت پہنچانے سے احتراز کیا"

ذِمّہ وار کون ہے

ہر ایک امن پسند اور بہی خواہِ ملک کے لئے یہ حادثات سخت افسوسناک ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان کی ذمہ واری ان لوگوں پر ہے۔ جنہوں نے سود خواری کے ذریعہ حالات کو اس درجہ نازک اور حملہ آوروں کو اتنا مجبور بنادیا ہے۔ ذرہ [illegible] تو کرو

بے جا ہے" پانچ صد کسان" تیرہ ساہوکار گھروں پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ تیرہ ساہوکاروں کے ہاتھوں کم از کم پانچ پانچ صد کسان تنگ آئے ہوئے تھے۔ اور تنگ بھی ایسے جو "بجنگ آمد" کے مصداق تھے۔ اس موقعہ پر ساہوکاروں نے تو اپنی اسی روائتی جواں مردی کا ثبوت دیا۔ جو مشہور عام ہے اور جس کا کسی قدر ذکر جناب چودھری فتح محمدؐ صاحب کی اس تقریر میں موجود ہے۔ جس کا حوالہ ہم نے ابتداء میں دیا ہے۔ لیکن کسانوں نے اس قدر اشتعال کی حالت میں بھی آتنی انسانیت سے ضرور کام لیا۔ کہ کسی کو جسمانی اذیت پہونچانے سے احتراز کیا ؛

صوبہ برار میں جو کچھ ہوا۔ یہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دوسرے صوبوں میں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سود خواروں نے ہر جگہ ایسے ہی حالات پیدا کر رکھے ہیں ؛

سُود خوار کیا کریں

پس ضرورت ہے۔ کہ ہر حصۂ ملک کے سُود خوار اگر ہندوستان کی ترقی اور خوشحالی کے خواہش مند ہیں۔ اگر اس مخلوقِ خدا کے متعلق رحم اور ہمدردی کے احساس سے یکسر محروم ہو چکے ہیں۔ جس کا ایک لمبے عرصہ سے خون چوستے چلے آ رہے ہیں۔ تو اپنی جان اور مال ہی کی خاطر اپنی عزت اور آبرو کے لئے ہی سُود کے پچھلے اور پیسے ہوئے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ اور ان ستائے ہوؤں کو اور نہ ستائیں ؛

یہ ہماری نہایت ہمدردانہ نصیحت ہے۔ جسے ہم ملک کے امن وامان کی خاطر پیش کرنے کے لئے مجبور ہیں ؛

کانگرسیوں کے لئے سبق

"بیان کیا گیا ہے۔ کہ حملہ آور اکثر" برطانوی راج کی فتح "کے نعرے لگاتے آئے"۔ اس سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ جو ہندوستان کی مکمل آزادی کا ان حالات میں مطالبہ کر رہے ہیں۔ جن میں سے ہندوستان کی کثیر آبادی گذر رہی ہے اور جن کا انہیں کچھ بھی احساس نہیں ہے۔ کانگرس ہندوستان کو برطانوی راج سے آزاد کرانے کا دعوٰے کر رہی ہے۔ لیکن اہل ہند جن سُود خوار ہندوستانیوں کے پنجہ میں گرفتار ہیں۔ اور جنہوں نے ان کے سامنے زندگی اور موت کا سوال پیش کر رکھا ہے ان کے خلاف کبھی ایک لفظ بھی کسی بڑے سے بڑے کانگرسی کے مونہہ سے نہیں نکلا ؛

اس موقعہ پر ہم یہ دریافت کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وُہ کانگرسی جو سرکاری افسروں پر قاتلانہ حملوں کی وجہ حکومت کی سختی قرار دیتے ہیں۔ اور اس طرح تشدد پسند انقلابیوں کی دہشت انگیزی کو حق بجانب قرار دیتے ہیں۔ کیا وُہ برار میں ساہوکاروں کے خلاف کسانوں کے حملوں کو ساہوکاروں کے ظلم وستم کا نتیجہ قرار دینے کے لئے تیار ہیں۔ اور ہر صُوبہ کے سود خواروں کو اس ظلم سے باز رکھنے کی کوشش کرینگے

گاندھی جی کے شہر میں تشدد کی سازش

اور نوا ور نام نہاد عدم تشدد کے موجد اور حکومت کے خلاف پرامن جد وجہد کرنے کے مدعی گاندھی جی کے خاص اپنے شہر میں بھی پولیس افسروں کو قتل کرنے کی سازش پکڑی گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بہت سے اشخاص اس سازش میں شریک ہیں۔ جن کا سراغ ایک بم کے پھٹ جانے سے لگا۔ بم ایک ایسی جگہ تیار کیا جا رہا تھا جس کے گرد ونواح میں پولیس کے کئی اعلےٰ افسر رہائش رکھتے ہیں ؛

اس سے ظاہر ہے۔ کہ گاندھی جی کی تحریک عدم تشدد نہ صرف ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں نہایت بُری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ بلکہ خود ان کے اپنے شہر میں بھی اسے پاؤں تلے روند دیا گیا ہے ؛

تعجب ہے۔ کہ وُہ گاندھی جی جنہوں نے ۱۹۲۲ء میں سول نافرمانی اس لئے بند کر دی تھی۔ کہ چوری چورہ میں ایک تشدد کا واقعہ رونما ہوا تھا۔ اور اس سے انہوں نے یہ اندازہ لگایا تھا۔ کہ ملک ابھی سول نافرمانی کے قابل نہیں۔ وُہ اب کیوں خاموش بیٹھے ہیں۔ جبکہ ہر طرف تشدد ہی تشدد کیا جا رہا ہے۔ اور خود ان کا شہر بھی اس کی لپیٹ میں آچکا ہے ؛

گورنر پر حملہ کی تہ میں سازش

ہم "الفضل" کے ایک گذشتہ پرچہ میں گورنر پنجاب پر قاتلانہ حملہ کے متعلق اظہار رائے کرتے ہوئے لکھ چکے ہیں۔ کہ یہ حملہ ایک بڑی سازش کا نتیجہ ہے۔ جس کا پتہ لگانا ضروری ہے۔ اس واقعہ کے متعلق جو اطلاعات اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پولیس کا بھی یہی خیال ہے۔ کہ گورنر پر گولی چلائے جانے کا فعل فردِ واحد کا کام نہیں۔ بلکہ اس کی تہ میں سازش ہے۔ اور اس سازش کا سُراغ لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ چونکہ ملک کے امن وامان کے لئے اس قسم کی سازشوں کا قلع قمع ہونا ضروری ہے اس لئے ہر امن پسند کی خواہش ہے۔ کہ پولیس جلد سے جلد اصل حالات تک پہونچ جائے ؛

مردم شماری اور ہندو

ہندو نہ صرف نہایت سرگرمی کے ساتھ مردم شماری کے رو سے اپنی تعداد بڑھانے میں کوشش کر رہے ہیں۔ اور اپنے ذاتی اثر اور رسُوخ سے کام لینے کے علاوہ سرکاری افسروں کے بھی پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ نہایت دیدہ دلیری کے ساتھ یہ سعی بھی کر رہے ہیں۔ کہ گذشتہ مردم شماری کے مواقع پر جن ناجائز اور غلط طریقوں سے ان کی آبادی میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ انہیں اب بھی استعمال کیا جائے۔ چنانچہ لاہور کے چند سرکردہ ہندوؤں نے پنجاب ہندو مردم شماری کمیٹی کے ڈیپوٹیشن کی شکل میں سپرنٹنڈنٹ مردم شماری سے ملاقات کرتے ہوئے کہا۔ "سانسی اور دیگر اقوام کہ جن کا مذہب قبائلی ہے۔ مذہب کے خانہ میں قبائلی لکھا جائے گا۔ گذشتہ مردم شماری کے موقعہ پر بھی یہی ہدایات تھیں۔ مگر ترتیب دیتے وقت سانسی اور دیگر فرقوں کو جن کا کسی مذہب سے تعلق نہ تھا۔ اور جنہیں قبائلی لکھا گیا تھا۔ ان میں سے تیس ہزار کو ہندو مذہب میں درج کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق اب کیا دفعہ کیا جائیگا (ملاپ ۲۰ دسمبر)

یہ دریافت کرنے سے ہندوؤں کی غرض ظاہر ہے۔ کہ وُہ اب کے بھی ان لوگوں کو ہندو شمار کرانا چاہتے ہیں۔ اگرچہ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے یہ جواب دیا۔ کہ جب تک گورنمنٹ ہند سے مشورہ نہ کر لوں میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ لیکن کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کہ ان لوگوں کو جو ہندو نہیں۔ کیوں ہندوؤں کی تعداد میں شامل کیا جائے۔ اور اگر پہلے یہ غلطی کی جا چکی ہے۔ تو کیوں اس کا اعادہ ہو ؛

ہندو دھرم میں دیو داسی کی رسم

ہندوؤں میں دیگر عجیب وغریب رسوم کی طرح ایک دیو داسی کی بھی رسم ہے جسے مذہبی تقدیس کا جامہ پہنایا جاتا ہے۔ اس کے رُو سے ہندو اپنی کنواری لڑکیوں کو دیوتاؤں کے نام پر مندروں کی نذر کر دیتے ہیں۔ جن کا فرض ساری عمر مجرد رہنا اور دیوتاؤں کی خدمت کرنا ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ فطرت انسانی پر ایک ایسا ظلم ہے جس کا انتقام لازمی ہے۔ اس لئے دیو داسیوں کی وجہ سے ایسے شرمناک نتائج رونما ہو رہے ہیں جنہیں کوئی با شرم و غیرت دیکھ نہیں سکتا۔ مندروں کے مہنت کھلے طور پر ان سے بدکاری کراتے اور ایسی آمدنی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان کی وجہ سے مندر حرام کاری کے بڑے بڑے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے چونکہ ہندو دھرم کی یہ ایک پُرانی رسم ہے۔ اس لئے اس سے مخلصی حاصل کرنا آسان نہیں۔ اور اپنے مذہب سے اخلاص رکھنے والے ہندوؤں کو اس سے باز رکھنا مشکل ہے۔ ان حالات میں تعلیم یافتہ مگر ہندو دھرم سے لاپرواہ ہندو یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ بذریعہ قانون دیو داسی سسٹم کو بند کرا دیں۔ چنانچہ مدراس کے ایک ایم۔ ایل۔ اے نے اسمبلی میں اس قسم کا مسودہ قانون پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جس کے رُو سے لڑکیوں کو مندروں کی نذر کرنے کی رسم کو روک دیا جائے ؛

اگرچہ ہندو دھرم کے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اس کی ستی وغیرہ کی رسوم اسی طرح بذریعہ قانون بند ہو چکی ہیں۔ لیکن یہ تو ظاہر ہے۔ کہ جو مذہب اس طرح اصلاح کا محتاج ہے۔ وُہ قطعاً قابلِ عمل نہیں ہے ؛

15

اسلام اور اقتصادیات

۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء سالانہ جلسہ کے اجتماع میں جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے نے مندرجہ بالا عنوان پر حسب ذیل تقریر فرمائی (ایڈیٹر)

وات القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرًا ہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین وکان الشیطٰن لربہ کفورًا ہ واما تعرضن عنھم ابتغاء رحمۃ من ربک ترجوھا فقل لھم قولًا میسورًا ہ ولا تجعل یدک مغلولۃ الیٰ عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملومًا محسورًا ہ (بنی اسرائیل ۳۶)

میرا مضمون

علم اقتصاد

پر ہے۔ یعنی علمی رنگ میں اس بات پر بحث کرنا۔ کہ مال و دولت کیا چیز ہے۔ کسطرح حاصل کی جاتی ہے۔ اسے کسطرح ترقی دی جاسکتی ہے۔ اس میں کسطرح تنزل واقع ہو جاتا ہے۔ اور اسے صرف کرنے اور محفوظ رکھنے کے لئے کون سی باتیں ضروری ہیں۔ ممکن ہے۔ آپ لوگوں میں سے کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ ہم تو یہاں مذہبی اور اخلاقی مضامین سننے کے لئے آئے تھے۔ یہ کیا قصہ شروع کر دیا گیا۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے اسلام دین و دنیا دونو کو لیتا ہے۔ اور قرآن کریم نازل ہی اس لئے ہوا ہے، کہ کذالک یبین اللہ لکم الاٰیٰت لعلکم تتفکرون فی الدنیا والاٰخرۃ قرآن دین و دنیا میں فکر کرنے کی ہدایت دیتا۔ اور طریق بتاتا ہے۔ اور

حکمتِ بالغہ

ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ آج مسلمان اسے چھوڑ کر بہت نقصان اٹھا رہے ہیں۔ وہ عام طور پر نام کے صوفیاء کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ جن سے سراسر نقصان ہی نقصان ہو رہا ہے۔ ایسے صوفیا جو دنیا سے قطع تعلق اور دنیوی عزوجاہ سے تنفر کا سبق سکھاتے تھے۔ اس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے جب کہ مسلمانوں کی سلطنت تھی۔ اور امرا عیش و عشرت میں پڑے ہوئے تھے۔ اور اس وقت صوفیاء نے یہ رنگ اس لئے اختیار کیا۔ کہ تا عامۃ المسلمین اس رو میں نہ بہ جائیں۔ ورنہ اسلام

دنیا سے قطع تعلق

ہرگز نہیں سکھاتا۔ بلکہ دنیا کے معاملات میں حصہ لے کر دین پر قائم رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ انسان کو دنیا میں مالی لحاظ سے آزاد ہونا چاہیئے۔ وہ کسی کا دستِ نگر نہ ہو۔ اور کسی کے آگے اس کا سر کبھی نہ جھکے۔ وہ شخص جو سستی اور غفلت کرتا ہے۔ اور اسطرح مالی لحاظ سے کمزور ہوتا ہے ایک تو اسے یہ نقصان پہنچتا ہے۔ کہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اسے دوسروں سے قرض مانگنا پڑتا ہے۔ دوسرے وہ کسی اور کی امداد نہیں کر سکتا۔ پھر بعض

روحانی ترقیات

بھی اموال خرچ کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد کے سلسلہ میں دو چیزیں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جان و مال۔ لیکن جس کے پاس مال نہیں وہ اس جہاد کے ثواب سے محروم رہیگا۔

قرآن کریم ہر بات میں اعتدال کا پہلو لیتا ہے۔ اور اس نے یہی تعلیم دی ہے۔ کہ ہر بات میں اعتدال مدنظر رکھو۔ دنیا کا بھی خیال رکھو مگر آخرت کو بھول نہ جاؤ۔ نہ تو ایسا ہو۔ کہ صرف دین میں لگے رہو۔ اور دنیا کو بالکل فراموش کر دو۔ نہ اسطرح کہ صرف دنیا کے ہو جاؤ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لا رھبانیۃ فی الاسلام اسلام میں یہ جائز نہیں۔ کہ دنیا کو چھوڑ چھاڑ کر علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ اسی طرح قرآن کریم میں ہے۔ اذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (سورہ جمعہ ع ۲) جب نماز پڑھ چکو۔ تو دنیا میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل حاصل کرو۔ یعنی جب دین کا کام ہو جائے۔ تو جا کر دنیا کا کام کرو۔ سورہ فاتحہ

قرآن کریم کا متن

ہے۔ اس میں یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم ہم کو سیدھی راہ پر چلا۔ یعنی افراط و تفریط سے محفوظ راہ پر۔ اور یہی اعتدال کی راہ ہے قرآن کریم نے دنیوی امور میں

زینت کو نعمت

قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ یا بنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سواٰتکم وریشًا (۲۵-۷) یعنی ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانپتا ہے۔ اور زینت کے لئے ہے۔ پھر فرمایا۔ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق وہ زینتیں جو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں۔ وہ کس نے حرام کیں۔ پھر فرمایا۔ والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق ما لا تعلمون۔ یعنی گھوڑے خچریں۔ گدھے وغیرہ سواری کے لئے بھی ہیں۔ اور سامان زینت بھی ہیں۔ ایک اور موقعہ پر آتا ہے واعدوا لھم ما استطعتم من رباط الخیل۔ یعنی

دشمنوں کے مقابلہ میں

جتنی ممکن ہو۔ تیاری کرو۔ اور ایسی تیاری میں سب لوگ واقف ہیں۔ کہ آجکل مال کا بہت بڑا دخل ہے۔ اور مال کے بغیر کوئی کام ہونا مشکل ہے۔ حتیٰ کہ اگر مبلغوں کے اخراجات کے لئے روپیہ نہ ہو۔ تو وہ تبلیغ نہیں کر سکتے پس

اسلام کا مقصد

یہ ہے۔ کہ ہر کام میں میانہ روی اختیار کی جائے۔ یعنی نہ تو بھوکے مرو۔ اور نہ اتنا زیادہ کھاؤ۔ کہ مگرمچھ کی طرح ہل ہی نہ سکو۔ فرمایا۔ واقصد فی مشیک۔ یعنی اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔ اس چال میں سب باتیں شامل ہیں۔ یعنی ہر بات میں میانہ روی اختیار کرو۔ تو خدا تعالیٰ کیطرف سے انسان کو ہر بات میں میانہ روی اختیار کرنے کی ہدایت ہے۔ اسی طرح جو کلام نبوت ہو۔ وہ بھی ایسی حکمتوں سے پر ہوتا ہے۔ کہ اگر انسان انہیں مدنظر رکھے۔ تو اس پر کبھی تباہ کن مصیبت نہیں آتی۔ دیکھئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو عہد لیا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ

دین کو دنیا پر مقدم

کر دوں گا۔ یعنی دنیا کو بھی ساتھ رکھوں گا۔ اسے چھوڑ نہیں دوں گا۔ ہاں دین کو پہلے رکھوں گا۔ اور یہ کلام نبوت ہے۔ جس میں ہلاکت کی کوئی راہ نہیں

اقتصاد کی تعریف

یہ ہے۔ کہ اموال کی تقسیم اور خرچ میں ایسا صحیح و درمیانہ راستہ اختیار کیا جائے جو کسی ہلاکت پر منتج نہ ہو۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہر ایک کو اس کا حق دو۔ یہ نہیں کہ کسی کا حق مار لو۔ اور کسی کو حق سے زیادہ دیدو۔ پھر مال کو ایسے رنگ میں خرچ کرو۔ کہ وہ مفید ثابت ہو۔ مہلک نہ ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین یعنی

فضول خرچ

شیطان کے بھائی ہیں۔ مگر یہ بھی نہیں۔ کہ تبذیر کے ڈر سے مال حاصل کرنا ہی چھوڑ دو۔ کیونکہ غربت بھی بہت بری چیز ہے۔ غریب دوسروں سے مانگتے ہیں۔ لیکن جب ملتا نہیں۔ تو امرا کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ ان کو تباہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اسطرح انہیں اللہ تعالیٰ کا بھی کفر کرنا پڑتا ہے۔

یورپ کے علماء

اور فلاسفروں نے تجربہ کے بعد ایسے قواعد ترتیب دئے ہیں۔ جن سے اموال کی دانشمندانہ اور حکیمانہ طریق پر تقسیم ہو سکے۔ کیونکہ اصل کام صحیح تقسیم ہی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ انسان کی جسمانی اور اخلاقی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ کہ نہ تو وہ انڈر فیڈ Underfeed ہو اور نہ ہی اوور فیڈ Overfeed ہو۔ یعنی ہر ایک کو کھانے پینے اور پہننے کے لئے کافی ملے۔ ضرورت سے کم کھانا بھی موجب نقصان ہے۔ اور ضرورت سے زیادہ بھی مضر ہے۔ جسطرح بارش اگر بالکل نہ ہو۔ تو بھی پودا مرجھا جائیگا۔ اور اگر زیادہ ہو۔ تو بھی گل سڑ جائے گا۔

علم اقتصاد کا اصل

یہ ہے۔ کہ ایک قوم یا گروہ کے پاس زیادہ مال ہے۔ تو وہ بھی اسکے اور ملک دونوں کے لئے مضر ہے۔ اور اگر کسی ایک فریق کے پاس کم ہے۔ تو وہ بھی دونو کے لئے مضر ہے۔ اور ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ملک کا مال مساوی طور پر تقسیم ہو لیکن اس تقسیم کیلئے ایسے قواعد ترتیب دئے جائیں کہ انسان سعی و کوشش کو بھی نہ چھوڑے اور ملک کا

مال و دولت

بھی چند ایک لوگوں کے ہاتھ میں جمع نہ ہونے پائے۔ یورپ میں اس وقت

ڈو گروہ

ہیں۔ایک کا خیال تو یہ ہے۔کہ کوئی شخص جتنا چاہے۔کمائے۔اور قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے جس طرح چاہے خرچ کرے۔دوسروں کو کوئی حق نہیں۔کہ اس کے مال میں مداخلت کریں۔دوسرے گروہ کا یہ خیال ہے۔کہ ذاتی جائداد نہ ہونی چاہئے سب مل کر کام کریں۔اور تمام مال و دولت مساوی طور پر سب میں تقسیم کر دیا جائے۔لیکن اسلام اس بات کو پیش کرتا ہے۔کہ ذاتی جائداد انفرادی ملکیت بھی ہو سکتی ہے۔تاکہ انسان اپنی محنت کو کمال تک پہونچا کر ترقی کر سکے۔کیونکہ جب تک مال ہی نہ ہو۔تقسیم کیا کیا جائیگا۔اس لئے اجازت ہے۔کہ انسان انفرادی جائداد پیدا کرے۔ہاں تقسیم کے لئے اس نے ایسے قواعد رکھدیئے ہیں کہ کسی کے پاس ضرورت سے زیادہ دولت جمع نہیں ہو سکتی۔یورپ کا ایک گروہ تو افراط کی طرف چلا گیا ہے۔اور دوسرا تفریط کی طرف۔مگر اسلام نے

درمیانی راستہ

بیان کیا ہے۔یہ بھی قرآن کریم کا ایک معجزہ ہے۔قرآن کریم نے جو اصول بیان کئے ہیں۔باوجودیکہ یورپ میں اس پر ہر سال متعدد کتابیں لکھی جاتی ہیں۔قرآنی احکام کی حکمت تک کوئی بھی نہیں پہونچ سکا۔مثلاً

وصیت کا مسئلہ

ہے۔یورپ کے ایک گروہ کا خیال ہے۔کہ ایک شخص جتنا چاہے کمائے۔اور پھر اُسے اجازت ہے۔کہ وصیت کے وقت جسے چاہے دیدے۔وُہ خواہ اپنے پہلے بیٹے کو دیدے۔یا کسی ایک بیٹے کو۔لڑکی کو۔نوکر کو۔یا کسی حیوان کے نام لکھ جائے۔کئی دفعہ میں نے اخباروں میں پڑھا ہے۔کہ فلاں صاحب اپنی تمام جائداد اپنے کتے کے نام کر گئے۔فلاں صاحب نے اپنے گھوڑے کے نام وصیت کر دی۔مگر اسلام نے اس طرح آزادی نہیں دی۔بلکہ

اسلامی قانون

یہ ہے۔کہ اگر خدا تعالے کے لئے بھی دینا چاہو۔تو ⅓ حصہ سے زیادہ نہیں دے سکتے۔اور یہ جائز نہیں۔کہ سارے لواحقین کو محروم کر کے کسی ایک شخص یا انجمن کے نام تمام جائداد لکھدی جائے۔پھر اسلام کا یہ بھی قانون ہے۔کہ ورثاء کے نام وصیّت نہیں ہو سکتی۔کیونکہ ہر ایک وارث کا حصہ مقرر ہے۔اس سے زیادہ کسی کو نہیں مل سکتا۔اس کا فائدہ یہ ہے۔کہ مال ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتا۔بلکہ تقسیم ہوتا رہتا ہے۔

پھر

قانون وراثت

ہے۔یورپ میں سارا جائداد بڑے بیٹے کے نام ہوتی ہے۔اور یہی وجہ ہے۔کہ انگلستان کی زمین چند ایک لوگوں کے پاس ہے۔گورنمنٹ انگریزی نے بھی یہ قانون سرگودھا میں جاری کیا تھا۔فرض کرو۔وہاں پہلے دس زمیندار تھے۔تو ان کی موت کے بعد بھی چونکہ بڑے لڑکوں کو ہی زمین مل سکتی ہے۔اس لئے پھر بھی دس ہی رہیں گے۔اور اگر ایسا اتفاق ہو۔کہ ان دس میں سے دو کی لڑکیاں ہوں۔اور ۸ کے صرف لڑکے۔تو زمیندار چونکہ اپنی لڑکیاں زمینداروں میں ہی دیتے ہیں۔اس لئے وُہ لڑکیوں کی زمین بھی انہی لڑکوں کے پاس چلی جائے گی۔اور اس طرح آٹھ ہی باقی رہ جائینگے۔اور اس طرح زمینداروں کی تعداد روز بروز کم ہوتی جائیگی۔مگر اسلام کا قانون ایسا ہے۔کہ اگر پہلے دس زمیندار ہوں۔تو بعد میں ہزارہا زمیندار بن جاتے ہیں۔کیونکہ ہر لڑکا اپنے باپ کی جائداد سے حصہ لیتا ہے۔لڑکیوں کا بھی جائداد میں حق رکھا گیا ہے۔اور اس طرح زمین ایک کے پاس جمع نہیں ہو سکتی اسلام کا قانون وراثت ایسا ہے۔کہ بیوی۔ماں۔باپ سب کو حصہ ملتا ہے۔

دوسرا امر اموال کے متعلق جو اسلام نے بیان کیا ہے۔وہ

مسئلہ سُود

ہے۔جس سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے۔بلکہ فاذنوا بحرب من اللّٰہ فرمایا ہے۔یعنی اسے خدا سے جنگ قرار دیا ہے۔کیونکہ اگر سُود کی اجازت ہو۔تو ایک گروہ کو محنت اور خطرہ میں پڑنے کے بغیر آمد ہوتی ہے۔مثلاً ایک شخص دوسرے سے سو روپیہ لیتا ہے۔اور اُسے لکھدیتا ہے۔کہ میں سالانہ پچاس روپیہ سُود ادا کیا کرونگا۔اور اس روپیہ سے میں جو کام کرونگا۔اس میں تمہاری ذمہ واری کوئی نہ ہوگی۔بعض لوگ کہدیا کرتے ہیں۔کہ بعض اوقات سُود پر دیا ہُوا روپیہ کسی نہ کسی وجہ سے ضایع بھی تو ہو جاتا ہے۔بیشک یہ صحیح ہے۔لیکن معاہدہ میں تو یہ شرط نہیں ہوتی۔اس طرح ایک شخص محنت کرتا ہے۔اور دُوسرا مفت میں کھاتا ہے۔اور مفت کھانے والے کا دماغ جسم اور قوٰی سب ضایع ہو جاتے ہیں

ہندوستان میں بنیا قوم

کے جسم کیوں کمزور ہوتے ہیں۔اس لئے کہ وُہ بیکار بیٹھے زمینداروں کو کھا رہے ہیں۔مگر ساتھ ہی خود بھی کھائے جا رہے ہیں۔ان کے اعصاب اور اُن کی ہڈیوں میں وُہ طاقت کہاں۔جو زمینداروں میں ہے۔انہوں نے بے شک زمینداروں سے روپیہ لیا۔مگر اس کے مقابلہ میں بہت بڑا نقصان بھی اٹھایا۔یعنی اپنی دماغی اور جسمانی قوتوں کو تباہ کر لیا۔پنجاب کے ایک بہت بڑے زمیندار سے ایک دفعہ میری گفتگو ہوئی۔اس نے کہا۔

بنیوں میں صرف ایک کمال

ہے۔اور وُہ یہ کہ کم دیں۔اور زیادہ لیں۔اس سے زیادہ کچھ نہیں وُہ دیمک کے کیڑے کی طرح زمینداروں کو کھائے جا رہے ہیں۔مگر خود بھی بالکل کھوکھلے ہیں۔دیمک کے کیڑے کے منہ سے ایک ایسا ایسڈ نکلتا ہے۔کہ وہ لوہے کو بھی کھا جاتا ہے۔مگر اُسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا یہی حال بنیوں کا ہے۔قرآن کریم کا منشا ہے۔کہ کسی کو بغیر محنت اور کمائی کے کھانے کو نہ ملے۔اور کسی کے پاس ضرورت سے زیادہ یا کم روپیہ جمع نہ ہونے پائے۔مگر بنیوں نے صرف انگریزوں کے ۶۰ - ۷۰ سالہ عہد حکومت میں بہت روپیہ جمع کر لیا ہے۔پنجاب کے قریباً ۴ - ۵ ہزار بنیوں کے پاس بے حد روپیہ جمع ہے۔جس کا وُہ سالانہ

۱۳-۱۴ کروڑ روپیہ سُود

لیتے ہیں۔اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔کہ قوم کا ایک حصہ underfeed ہو رہا ہے۔یعنی اُن کی ضرورت کے مطابق کھانے پینے اور پہننے کو نہیں ملتا۔اور ایک قلیل حصہ ضرورت سے زیادہ دولتمند ہو گیا ہے اس طرح دونوں لحاظ سے مُلک کو نقصان پہونچ رہا ہے۔خود سُود خور بھی ملک کے لئے موجب ننگ ہیں۔سرحد کے پٹھانوں کو دیکھو۔بھوکوں مرتے ہیں۔مگر پھر بھی شیر کی طرح ان کے اندر طاقت ہوتی ہے۔کیونکہ وُہ محنت سے کمائی کر کے روٹی کھاتے ہیں۔ایک پٹھان نے مجھ سے بیان کیا۔کہ ہم جب کسی بنیا پر حملہ کرتے ہیں۔تو سب سے بڑی دقت یہ پیش آتی ہے۔کہ جلدی سے یہ معلوم ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔کہ اس کا گلا کہاں ہے۔چونکہ وُہ بہت موٹا ہوتا ہے۔تو ظاہراً تو بنیا موٹا تازہ زندہ انسان ہوتا ہے۔مگر دراصل

تین چار من کی لاش

کے سوا اس کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔اور ایک دُبلا پتلا پٹھان اس پر بآسانی قابو پا لیتا ہے۔پس بنیوں کو اس روپیہ کا کیا فائدہ ہوا؟ کچھ بھی نہیں۔بلکہ اس کے مقابلہ میں نقصان بہت خطرناک ہو رہا ہے۔میں

یو۔پی۔میں

بھی رہا ہوں۔وہاں راجپوت اور جاٹوں کی جن میں مسلمان بھی ہیں۔اور ہندو بھی۔یہ حالت ہے۔کہ اگر ایک بنیا آ جائے۔تو وہ اس کے سامنے چارپائی پر نہیں بیٹھتے۔خود نیچے بیٹھتے اور اُسے اوپر بٹھاتے ہیں۔لیکن دلوں میں اس سے سخت نفرت رکھتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔کہ ان بنیوں کے خلاف ایک نہ ایک دن

ایک خوفناک بغاوت

ان لوگوں کی طرف سے ہوگی۔اور وُہ انہیں کھا جائیں گے۔جس کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو۔وُہ بھوکے بھیڑیئے کی طرح غضبناک ہو جاتا ہے۔اور بھوکا بھیڑیا جو کچھ کرتا ہے۔وہی اس سے سرزد ہوتا ہے۔میری یہ ہرگز خواہش نہیں۔کہ ایسی صورت پیدا ہو۔مگر فاذنوا بحرب من اللّٰہ کا ارشاد خداوندی موجود ہے۔خدا تعالے خود تو ایسے ذلیل بنیوں سے لڑنے کے لئے نہیں آئیگا۔بلکہ یہی راجپوت اور جاٹ انہیں کھا جائینگے۔جن کا خون چوس چوس کر وُہ اس قدر موٹے ہو چکے ہیں۔اس وقت لوگ کہینگے۔یہ باغی ہیں۔

اور حکومت بھی انہیں باغی سمجھیگی۔ لیکن اس وقت اس خطرہ کے انسداد کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ جو سُود خواروں کے ذریعہ پیدا ہو رہا ہے۔ حکومت کو چاہیئے تھا۔ کہ غور کرتی۔ اور اس بات کو سوچتی۔ کہ سُود اقتصادی رنگ میں کس قدر خطرناک ہے۔ اور اول تو اسے بند کر دیتی۔ ورنہ کم از کم

حد بندی

ضرور کر دیتی۔ میرے دادا صاحب ذیلدار تھے۔ ان کے کاغذات میں سے ایک کاغذ میں نے دیکھا جس میں ان کی ذیل کے تمام ہندو مسلمان اور سکھ زمینداروں کی طرف سے یہ درخواست حکومت سے کی گئی تھی۔ کہ سود کمپاؤنڈ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ سادہ ہی رہنا چاہیئے۔ دُوسرے یہ کہ شرح زیادہ سے زیادہ دس (۱۰) بارہ (۱۲) فیصدی مقرر ہونی چاہیئے۔ یہ نہیں۔ کہ ساہوکار جتنا چاہے لکھوا لے۔ یہ تو معلوم نہیں۔ کہ اس درخواست کا کیا حشر ہوا۔ مگر اب بھی اس امر کی بے حد ضرورت ہے۔ کہ سُود کی کم از کم حد بندی کر دی جائے۔ حکومت زمینداروں کو جو تقاوی دیتی ہے۔ اس پر ۶ فیصدی سُود لیتی ہے۔ اس پر قیاس کرتے ہُوئے بنیوں کے لئے ۹ فیصدی سُود مقرر کر دے۔ عدالتیں اس سے زیادہ کی ڈگری نہ دیں۔

میں حکیم کتاب کا ماننے والا ہُوں۔ اس لئے بنیوں سے صاف طور پر کہتا ہوں۔ کہ تم لوگوں کا خون چوستے ہو۔ وُہ تمہیں ہی نقصان پہونچائینگے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ غربا ایک نہ ایک دن ان سے خوفناک جنگ کرینگے۔ کیونکہ قرآن کریم میں لکھا ہے۔ کہ سُود لینا خدا سے جنگ کے مترادف ہے۔ میں جماعت کے لوگوں سے یہ کہتا ہُوں۔ کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر بہت دُکھ اٹھائے ہیں۔ تمہیں مارا گیا پیٹا گیا قتل کیا گیا سنگسار کیا گیا۔ جائدادوں اور بیوی بچوں سے علیحدہ کیا گیا۔ یہ صرف اس لئے کہ تم نے حضرت مسیح موعود کو مان کر

قرآنی حکومت کا جوا

اپنی گردنوں پر ڈال لیا۔ اس لئے خواہ کتنی تکلیف ہو۔ قرآن کا یہ حکم بھی مانو۔ اور سُود پر قرض ہرگز نہ لو۔ کیونکہ یہ حرام ہے بعض لوگ کہتے ہیں۔ کیا کریں مجبوری ہے۔ مگر میں سمجھتا ہُوں۔ جو یہ کہتا ہے۔ وُہ

خطرناک گناہ

کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔ سودی قرضہ مت لو۔ اور تم کہتے ہو۔ کہ مجبور ہیں۔ تو کیا قرآن نے ایک ایسا حکم دیا ہے جس پر عمل نہیں ہوسکتا۔ میں زمینداروں کو خوب جانتا ہوں۔ وُہ سُود پر روپیہ لیکر ناجائز حرکات میں خرچ کر دیتے ہیں۔ مقدمات۔ شراب۔ جوا۔ رشوت۔ اور عورتوں کی خریداری پر ہی ایسا روپیہ برباد ہوتا ہے۔ بعض زمیندار زمین فروخت کرکے شادی پر خرچ کر دیتے ہیں۔ احمدیوں کو فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ کہ وُہ ایسا نہیں کرینگے۔ اسی طرح لڑکی کا والد بھی روپیہ قرض لیکر

غیر ضروری رسُوم

میں ضایع کر دیتا ہے۔ پس مقدمہ بازی مت کرو۔ اور اگر روپیہ نہیں۔ تو نکاح مت کرو۔ قرآن کریم میں ہے۔ ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحًا حتّٰی یغنیھم اللّٰہ من فضلہ۔ (سورہ نور۔ آیت ۳۳)

یعنی جس میں مالی طاقت نہ ہو۔ وُہ نکاح نہ کرے۔ جب تک اللہ تعالےٰ اُسے مالی طاقت نہ دے۔ ممکن ہے۔ کسی کے دل میں وُہ حدیث کھٹک رہی ہو جس میں آتا ہے۔ کہ ایک صحابی نے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میں غریب ہُوں۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ شادی کر لو۔ نکاح کرنے کے بعد پھر اس نے کہا۔ پہلے میں اکیلا بھوکا ہوتا تھا۔ اب ہم دونوں بھوکوں مر رہے ہیں۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایک اور نکاح کر لو۔ اور اس طرح چار شادیاں کرا دیں۔ اس کے بعد وُہ امیر ہو گیا۔ مگر یہ کوئی عام قانون نہیں۔ بلکہ

ایک خاص شخص کا واقعہ

ہے۔ اس کے کوئی خاص حالات ہونگے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے خاص دعا کی ہوگی۔ میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ جب اسلام نے

سُودی قرضہ

لینے سے منع کیا ہے۔ گو در اصل بالکل قرضہ سے ہی منع کیا ہے اس لئے کبھی قرضہ مت لو۔ اگر کوئی مقدمہ ہے۔ تو بہتر ہے۔ کہ پھانسی مل جاؤ۔ بجائے اس کے کہ قرضہ لیکر کسی کی غلامی کرو۔ سودی قرضہ تو تپ دق ہے۔ جسے لگ جائے۔ اُسے کھا کر ہی چھوڑیگا۔ ہاں ایک

کواپریٹو سوسائٹیوں کا قرضہ

ہے۔ ہم اس کے مؤید ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کا منشا زمینداروں کو آہستہ آہستہ بنیوں کے پنجہ سے نکالنا ہے اور الاعمال بالنیات کی حدیث کے ماتحت اس میں شامل ہونا اتنا معیوب نہیں۔

کیا آپ لوگ اپنے نمونہ سے دُنیا پر یہ بات ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے پیش کردہ تعلیم

حکمت پر مبنی

ہے۔ یورپ کے بڑے بڑے Economists نے لکھا ہے۔ کہ کامیاب تاجر یا زمیندار وہی ہے۔ جو خود اپنے لئے سرمایہ پیدا کرتا ہے۔ تم جو کام کرتے ہو۔ اس سرمایہ سے کرو۔ جو تمہارے پاس ہو۔ خواہ وُہ تھوڑا ہی ہو۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ کہ دوکان کے لئے ایک ہزار کی ضرورت ہوئی۔ تو مکان گروی رکھ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ نہ مکان رہیگا۔ اور نہ دکان۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ تم چھابڑی لیکر بیٹھ جاؤ۔ مگر قرض نہ لو۔ یہ ایک جہاد ہے جو احمدی جماعت کو اس زمانہ میں کرنا چاہیئے۔

ہمارا دعوٰی

ہے۔ کہ ہم قرآن اور اسلام کے احکام پر عمل کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔ اور موت قبول کرنے پر آمادہ ہیں۔ مگر میں تمہیں اس وقت موت کے لئے نہیں۔ بلکہ زندگی کے لئے بلاتا ہُوں۔ اس وقت بھی تم میں سے جو

قرض کی لعنت

میں مبتلا ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ زمین۔ کپڑے۔ بیل۔ غرضیکہ جو کچھ فروخت کرنا پڑے۔ کرکے اس لعنت سے آزاد ہو جائیں۔ تاہم فخر سے یہ بات پیش کر سکیں۔ کہ احمدی بغیر سُودی قرضہ لینے کے کام کر سکتے ہیں۔ پھر دیکھو۔ دس (۱۰) سال کے اندر اندر

ہماری مالی حالت

کہاں سے کہاں پہونچ جاتی ہے۔ ایک انگریز مسٹر کیلوٹ نے ایک کتاب Wealth & Welfare of India کے نام سے لکھی ہے۔ جس میں وُہ لکھتے ہیں۔ کہ اگر مسلمان اسی اولوالعزمی سے سُود پر روپیہ لینے سے اجتناب کرتے۔ جس سے انہوں نے سُود پر روپیہ دینے سے کیا ہے۔ تو وُہ کفایت شعاری میں دنیا کو سبق دے سکتے تھے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ وُہ سودی قرض لینے سے دریغ نہیں کرتے۔

زمینداروں کا ایک خرچ

ریونیو اور لگان

ہے۔ اسلام نے اس کے متعلق جو قانون پیش کیا ہے۔ وُہ یہ ہے کہ لگان اور زمیندار کی ذمہ داری میں لچک ہونی چاہیئے۔ اگر فصل کم ہو۔ تو لگان بھی اُسے کم ادا کرنا پڑے۔ اور اگر زیادہ ہو۔ تو زیادہ۔ لیکن اب یہ حالت ہے۔ کہ ایک مقررہ عرصہ تک اسے ایک مقررہ رقم ضرور ادا کرنی پڑتی ہے۔ خواہ فصل ہو۔ یا نہ ہو۔ یہ شرح ضلع گورداسپور میں غالبًا ۲/۱/۱ فی گھماؤں ہے اب فرض کرو۔ ایک زمیندار کی زمین ستر (۷۰) گھماؤں ہے۔ اس کی فصل خواہ ایک کوڑی کی بھی نہ ہو۔ اُسے دو سو روپیہ کے قریب حکومت کو ضرور دینا پڑے گا۔ وُہ یہ رقم کہاں سے لائیگا۔ ضروری ہے۔ کہ بنیئے کے پاس جائے۔ اور اس سے سُودی قرضہ لے۔ اور جب کوئی ایک بار

بنیئے کے چنگل میں

پھنس جائے۔ تو پھر اس کا نکلنا محال ہے۔ اس کے معنے یہ ہوئے۔ کہ گورنمنٹ کا موجودہ طریق زمیندار کو سُودی قرضہ لینے پر مجبور کرتا ہے۔

اسلام کا قانون

یہ ہے۔ کہ ہر فصل پر علیحدہ لگان تجویز ہو۔ فرض کرو۔ ایک شخص کی آٹھ من گندم ایک گھماؤں سے ہوئی۔ اس میں سے چوتھا حصہ چھوڑ دیا جائیگا۔ اور باقی میں سے دسواں حصہ لے لیا جائیگا۔ اس طرح سے جس کی فصل جتنی ہو۔ اسی نسبت سے اسے لگان ادا کرنا ہوگا۔ گورنمنٹ اگر زمینداروں سے ہمدردی کرنا چاہے۔ تو اس معاملہ میں اسلام سے سبق سیکھ سکتی ہے۔ اس کا ایک جواب یہ دیا جاتا ہے۔ کہ

ہر فصل کے موقعہ پر تشخیص

کس طرح ہو سکتی ہے۔ مگر یہ ایک فرضی مشکل ہے۔ پٹواری۔ نمبردار وغیرہ کس مرض کی دوا ہیں۔ پھر گاؤں میں چودھری ہوتے ہیں۔ اور چودھری ایسے ہوتے ہیں۔ جو کوئی کام نہ کرے۔ ان کی ذرا تعریف کر دی جائے۔ تو وہ بڑی خوشی سے اس کام میں مدد دے سکتے ہیں۔ اور اسطرح نہایت آسانی سے تشخیص ہو سکتی ہے۔ پھر یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ گورنمنٹ بجٹ کس طرح بنا سکے گی۔ اسے کس طرح معلوم ہو۔ کہ سال میں کتنی آمدنی ہوگی۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جب حکومت جس کے پاس اتنے بڑے بڑے مدبر اور ہوشمند کارکن موجود ہیں۔ اپنے میزانیہ کو ٹھیک نہیں رکھ سکتی۔ تو زمیندار بیچارے جو جاہل اور اجڈ ہوتے ہیں۔ اپنا میزانیہ کسطرح ٹھیک رکھ سکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ زمینداروں کا میزانیہ ٹھیک رکھا جائے۔ یہ خیال گورنمنٹ کو بھی لگا رہتا ہے۔ اس لئے اس قسم کے اعلان ہوتے رہتے ہیں۔ کہ لگان ایسا نہیں جس سے زمینداروں کو زیادہ مشکلات پیش آتی ہوں۔ لیکن کیلورٹ صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳۱ پر لکھا ہے۔ کہ میں یہ ماننے کے لئے مجبور ہوں کہ لگان کی سختی سے مجبور ہو کر زمینداروں کو سودی قرض لینا پڑتا ہے۔

پنجاب کے زمینداروں کی غربت

کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ ان کی زمینیں ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ اور وہ اچھی طرح ان کی نگرانی نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں ان سے استدعا کروں گا۔ کہ وہ اشتمال اراضی کی تحریک سے فائدہ اٹھائیں۔ ایک شخص کی دس گھماؤں زمین دس مختلف مقامات پر ہو۔ تو اسے بہت دقت پیش آتی ہے۔ اس لئے نقصان اٹھا کر بھی اراضیات کا اشتمال کرو۔ پھر وہ لوگ جو زمیندارہ کرتے ہیں

فن زراعت

سیکھیں۔ تعجب ہے۔ کہ ایک لوہار۔ ترکھان کے لڑکے کو تو اپنا فن سیکھنے کے لئے تین چار سال شاگردی کرنی پڑتی ہے۔ مگر سب سے نکما پیشہ لوگوں نے زمیندارہ سمجھ رکھا ہے۔ جسے کوئی اور کام نہ ملے۔ وہ ہل بنا لیتا ہے۔ حالانکہ زمینداری کرنا ایک بہت بڑا فن ہے۔ زمیندار کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ لوہار۔ ترکھان۔ جولاہا۔ علم نباتات کا جاننے والا۔ مویشیوں کا ڈاکٹر غرضیکہ سب کچھ ہو۔ لیکن حالت یہ ہے۔ کہ میں نے یہاں ایک حجام کو دیکھا وہ ہل چلا رہا تھا۔ میں نے پوچھا۔ تو کہنے لگا۔ کیا کریں۔ کام نہیں چلتا۔ اور چوہڑے چمار سب زمیندارہ شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ انہیں جانوروں کے متعلق حفظان صحت کے اصول کا علم ہوتا ہے۔ نہ بیماریوں کا علاج جانتے ہیں۔ میں نے یہاں اپنے ایک مزارعہ سے بڑے اصرار کے ساتھ ایک کنال میں آلو لگوائے۔ اور اس کے تمام اخراجات اپنے پاس سے دیئے۔ سردی شروع ہوئی۔ تو میں نے اسے کہا۔ آلوؤں کو کورے سے بچانے کے لئے پانی دیدو۔ مگر اس نے کوئی پرواہ نہ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب مارے گئے۔ یہ کیوں ہوا۔ اس واسطے کہ اسے علم نہ تھا۔ کہ تازہ پانی فصل کو کورے سے بچا لیتا ہے۔ پھر زمینداروں کو معلوم نہیں۔ کہ پچھم سے ہوا چلے۔ تو رات کو کگر ضرور پڑتا ہے یہ جہالت ہے۔ جس کی سزا ملنی ضروری ہے۔ انہیں بیماری حیوانات۔ فصل کی نگہداشت۔ روڑی کی تیاری کسی چیز کا بھی علم نہیں ہوتا۔ یہاں اوسط پیداوار چار من فی گھماؤں ہے۔ حالانکہ میں نے سو من پختہ پیداوار ایک گھماؤں سے ہوتی دیکھی ہے۔

پس زمینداروں کو چاہیئے۔ کہ سب باتیں سیکھیں۔ مقدمہ بازی سے بچیں۔ حساب کتاب رکھیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سود چھوڑ دیں ؁

اہل پیغام کی اخلاقی موت

کسی گروہ کی اخلاقی موت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا۔ کہ اس کا ہر فرد کذب و افترا میں یگانہ ہو۔ اس کے اوقات کا اکثر حصہ اس کے اخبارات کے اکثر کالم ایسے لوگوں کی دل آزاری میں صرف ہوتے ہوں۔ جنہوں نے ہمیشہ ان سے حسن سلوک کیا۔ اور حتی المقدور تبادلہ خیالات میں بہترین طرز عمل اختیار کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ اس محسن کی تعلیم کے خلاف بھی آواز اٹھانے سے نہ چوکے۔ جس نے اسے ضلالت کے گڑھے سے نکال کر ہدایت کی شاہ راہ پر لا کھڑا کیا

پیغام صلح کا ۱۸ دسمبر کا پرچہ میں ان لوگوں کے شرمناک طرز عمل کے ثبوت میں پیش کرتا ہوں۔ ایک جگہ آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ جس کثرت سے لوگ آریہ سماج لاہور کے جلسوں میں شامل ہوتے ہیں۔ قادیانیوں کی ساری دنیا کی آبادی بھی باایں ہمہ ادعا کثرت اعداد و شمار اس کے بالمقابل کم ہی معلوم ہوتی ہے

کم کیوں نہ معلوم ہو۔ جبکہ آپ لوگوں کے دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ حتیٰ کہ باطل پرستی نے آپ کی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود کی نصرت کے تمام وعدے اوجھل کر دیئے ہیں۔

دوسری جگہ ایک مضمون "ہندوستان کے دو ہز ہولی نس" کے عنوان سے سپرد قلم کر کے اپنی اخلاقی موت کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ ہم تو اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے ماتحت مکلف ہیں۔ کہ حکومت وقت کے قوانین کی پابندی کریں۔ مگر تم نے ہی نافرمانی کا کوئی ثبوت دیا ہوتا۔ اور اپنے امیر ایدہ اللہ کو سول نافرمانی کی ترغیب دی ہوتی۔ حق یہ ہے۔ کہ ہم تو برضا و رغبت قانون کا احترام کرتے ہیں۔ اور تمہیں کرنا پڑتا ہے۔

تیسری جگہ ایک صاحب نے چند بوسیدہ اعتراضات کو کفر و اسلام اور ختم نبوت کے مسائل کا جامہ پہنا کر پیش کیا ہے۔ جو صاحب مضمون کی لاعلمی پر دلالت کرتے ہیں۔ اگر وہ ان اعتراضات کے پیش کرنے سے پہلے ۱۹۱۴ء سے لیکر ۱۹۲۲ء تک کے اخبار الفضل کے فائل دیکھ لیتے۔ تو ان پر حقیقت ظاہر ہو جاتی۔ لیکن یہ تو وہ کرے۔ جسے تلاش حق ہو۔ جن کا کام ہی روز و شب پاکوں پر حملہ کرنا ہو۔ ان کو اس سے کیا کام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریروں پر جو اعتراض کئے گئے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) روئے زمین کے مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں

(۲) جو مرزا صاحب کو سچا تو سمجھتا ہے مگر بیعت نہیں کی۔ وہ بھی کافر ہے۔

(۳) ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔

میں بجائے اپنی طرف سے کچھ کہنے کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین جگہ کی عبارتیں پیش کرتا ہوں۔ جو ان اعتراضوں کا جواب ہیں۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

(۱) "پہلے صرف اس وجہ سے میں نے مباہلہ سے اعراض کیا تھا۔ کہ میں جانتا تھا۔ کہ مسلمانوں سے ملاعنہ جائز نہیں۔ مگر اب مجھ کو بتلایا گیا۔ کہ جو مسلمان کو کافر کہتا ہے۔ اور اسکو اہل قبلہ اور کلمہ گو اور عقائد اسلام کا معتقد پا کر بھی کافر کہنے سے باز نہیں آتا۔ وہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ سو میں مامور ہوں۔ کہ ایسے لوگوں سے جو ائمۃ التکفیر ہیں۔ اور مفتی اور مولوی اور محدث کہلاتے ہیں۔ اور انبیا اور فنا رکھتے ہیں۔ مباہلہ کروں" (آئینہ کمالات اسلام)

ایک شخص کے سوال کے جواب میں فرمایا۔ جو ہمیں کافر نہیں کہتے ہم انہیں بھی اس وقت تک ان کے (کافر کہنے والوں کے) ساتھ سمجھیں گے جب تک وہ ان سے الگ ہونے کا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں۔ اور ساتھ نام بنام یہ نہ لکھیں۔ کہ ہم ان مکفرین کو بموجب حدیث صحیح کافر سمجھتے ہیں"۔ فرمایئے ایسا اعلان کرنے والے کہاں ہیں۔

(۲) خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اسکو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔ اور جس کے کان ہوں سنے" (اربعین) "اصنع الفلک باعیننا ووحینا (یعنی خدا نے) اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا۔ کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی تیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہوگا۔ وہ غرق ہونے سے نجات پائیگا اور جو انکار میں رہیگا۔ اسکے لئے موت درپیش ہے" (فتح اسلام) جو شخص تیری پیروی نہیں کریگا۔ وہ تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور تیرا مخالف رہیگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنیوالا جہنمی ہے" (اشتہار معیار الاخیار ۱۸۹۹ء)

کیا نوح کی کشتی سے باہر رہنے والے مومن تھے۔ حق یہ ہے۔ کہ جو شخص حق کی مخالفت کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک آپکی بیعت نہ کرنیوالا جہنمی ہے۔ مگر امیر پیغام کے نزدیک جنتی ہے بیں تفاوت راہ کجاست تا بکجا

(۳) غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں۔ جو کہ ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ جن سے خدا تعالیٰ ناراض ہے۔ اور جو اسلامی رنگ سے بالکل مخالف ہیں۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجائیں۔ اور اس مطلب کے واسطے خدا نے مجھے مامور کیا ہے۔ اور میں

کیا انجیل کے مطالعہ سے اطمینان حاصل ہوسکتا ہے

پادری برکت اللہ صاحب آف فتح گڑھ چوڑیاں نے اخبار نورافشان ۵ر دسمبر ۱۹۳۰ء میں شایع کرایا ہے :-

"میں ذاتی تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں نے قرآن بھگوت گیتا وغیرہ اور عہد عتیق کی کتب کو اپنی رُوحانی ترقی کے لئے پڑھا ہے۔ اور میری رُوح کو جو اطمینان توریت۔ صحائف انبیاء اور زبور کے مطالعہ سے حاصل ہوا ہے۔ وُہ دیگر مذکورہ بالا کتب کے مطالعہ سے نہیں ہُوا۔ ہاں انجیل کا درجہ ان سب سے اعلیٰ وارفع ہے"

اس کے متعلق میں کہنا چاہتا ہُوں۔ کہ قرآن کا تو دعوےٰ ہے۔ لایمسهٗ الا المطهرون۔ یعنی اس قرآن کو وہی چھو سکتے ہیں۔ جو پاک ہوں۔ مطلب یہ کہ قرآن پاک کے مطالب کو پاک لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مگر از روئے ایوب ۱۵/۱۴ "انسان کون ہے۔ کہ پاک ہوسکے۔ اور وُہ جو عورت سے پیدا ہوا۔ کیا ہے۔ کہ صادق ٹھیرے" لہذا جب کوئی عیسائی پاک نہیں ہوسکتا۔ تو قرآن کریم بھی اس کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ قرآن کے مطالب کو حاصل کرنا۔ اور مطہر ہونا لازم ملزوم ہے۔

پھر کیا پادری صاحب بتائیں گے۔ کہ یشوع کی کتاب ۲/۲۲ اور پیدائش ۳۸/۹ تا ۳۰۔ حزقی ایل ۲۳/۲ سلیمان کی غزل الغزلات پیدائش ۹/۲۰ تا ۲۴۔ پیدائش ۱۲/۱۹ تا ۱۸۔ پیدائش ۲/۱ تا ۷۔ پیدائش ۱۹/۳۰ تا ۳۶ کی تلاوت سے رُوح کو کیا اطمینان حاصل ہوتا ہے جنہیں عورتیں تو درکنار مرد بھی تلاوت کرتے ہوئے شرمندہ ہوتے ہیں۔

بے شک لکھا ہے۔ کہ انجیل و توریت نور ہیں۔ مگر موجودہ محرف انجیل و توریت نور نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ جیسے لوگوں کے بارے میں قرآن میں لکھا ہے۔ فویل للذین یکتبون الکتٰب بایدیھم ثم یقولون ھٰذا من عند اللہ۔ خرابی ہے ان کے لئے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے۔ پھر کہتے ہیں۔ یہ اللہ کے پاس سے ہے۔ اب آپ دیکھ لیں۔ یہ قرآن حکیم کی بات کس طرح آئے دن آپ کے ہاتھوں پوری ہورہی ہے۔ کبھی بائیبل میں آیتیں زیادہ کردی جاتی ہیں۔ اور کبھی کم۔ اور پھر بھی اس کا نام کلام الٰہی یا بائیبل مقدس رکھتے ہیں

پادری صاحب کا نئی روشنی کے انگریزی خوانوں پر بائیبل نہ پڑھنے کی وجہ سے غصہ کا اظہار کرنا عبث ہے۔ کیونکہ جب شریعت ہے ہی لعنت تو اس کی تلاوت کا کیا فائدہ؟ اس کے علاوہ اگر وُہ عہد عتیق کی کتب کا مطالعہ کریں۔ تو مندرجہ ذیل باتیں پائیں گے :-

(۱) جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے (استثنا باب ۱۳) پھر مسیح مصلوب کو کیسے راستباز مانینگے ÷

(۲) ابطال کفارہ کے بارہ میں حزقی ایل ۱۸/۲۰ و ۱۸/۱۹ پڑھینگے؟ تو کفارہ کیسے مانینگے؟

(۳) خنزیر حرام لکھا ہے۔ دیکھو احبار ۱۱/۷۔ استثنا ۱۴/۸ اس سے بے چاروں کو مرغوب غذا چھوڑنی پڑیگی۔

(۴) ختنہ کا حکم ضروری اور ابدی ہے۔ دیکھو پیدائش ۱۷/۹-۱۴ و یسعیاہ ۵۲/۱۔ مگر اس پر کہاں عمل کیا جاتا ہے۔

(۵) تردید تثلیث کے بارے میں یرمیاہ ۱/۱۴ پڑھینگے۔ تو کیا کریں گے۔

(۶) جب مسیح سے پہلے سب چور و بٹمار ہوئے (یوحنا ۱۰/۸) تو پھر ان پر نازل شدہ کتب کے پڑھنے سے کیا فائدہ؟

کیا یہی وُہ باتیں ہیں جن سے رُوح کو اطمینان حاصل ہوسکتا ہے۔ اور انہی کی وجہ سے انجیل کا درجہ اعلیٰ وارفع ہے؟

(رحمت اللہ اسٹیشن ماسٹر متوطن کھوکھر)

اپر انڈیا مسلم کانفرنس لاہور

برادران اسلام! السلام علیکم

آپ مسلم آؤٹ لک "سیاست" "انقلاب" اور دیگر اخبارات کے ذریعہ یہ خبر سُن چکے ہونگے۔ کہ جنوری ۱۹۳۱ء میں ہم لوگ لاہور میں مسلمانوں کے ایک اجتماع کا بندوبست کر رہے ہیں۔ جس کا نام بالائی ہند کے مسلمانوں کی کانفرنس (اپر انڈیا مسلم کانفرنس) تجویز کیا گیا ہے۔ اس اجتماع میں شمولیت کیلئے ہم (۱) شمالی مغربی سرحدی صوبہ (۲) بلوچستان (۳) سندھ اور (۴) پنجاب کے مسلمان نمائندوں کو شمولیت کی دعوت دینا چاہتے ہیں۔ اور جن نمائندوں کو مدعو کرنے کا ارادہ ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے :-

(۱) ان صوبوں کے وُہ مسلمان بزرگ جو کونسل آف سٹیٹ یا اسمبلی کے ارکان ہیں

۲- ان صوبوں میں سے جن میں مجالس آئین ساز (کونسلیں) موجود ہیں۔ ان کے مسلمان ارکان

۳- ان صوبوں میں جہاں ڈسٹرکٹ بورڈ یا میونسپلٹیاں یا مشتہرہ علاقہ جات (نوٹی فائڈ ایریاز) یا پنچائتیں۔ یا دوسری ایسی جماعتیں موجود جو بروئے قانون ملک معرض وجود میں آئی ہوں۔ ان کے مسلمان ارکان

۴- مقتدر مسلم جماعتوں کے نمائندگان اور

۵- دیگر معزز مسلمان اکابر

اس کانفرنس کے طلب کرنیکا مقصد یہ ہے۔ ان صوبجات کے مسلمانوں کو حالات حاضرہ اور آجکل کی سیاسی تحریکات سے آگاہ کیا جائے۔ اور ہماری ہمسایہ اقوام اور ہندوستان کی حاکم قوم کی حکمت عملی سے واقف کرکے ان خطرات سے آگاہ کیا جائے۔ جن سے اس وقت ملت مرحومہ دوچار ہے۔ اور اس کے بعد مسلمانان ہند کی اس کثرت کو جو ان صوبجات میں جنکو خدا ئے حکیم و علیم و خبیر نے یقیناً بلا مصلحت نہیں۔ بلکہ کسی ایسی مصلحت کیلئے جو ارباب دانش و بینش پر روز بروز عیاں ہوتی چلی جارہی ہے یکجا رکھا ہے۔ انکی مسلم آبادی کو ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل ہونیکا پیغام دیا جائے۔

آپ جیسے باخبر حضرات کو خطاب کرتے ہوئے سیاسیات حاضرہ پر تفصیلی بحث کرنیکی ضرورت نہیں۔ دُور کیوں جائے۔ نہرو رپورٹ کے اجرا کے زمانہ کے بعد سے جو سیاسی تغیرات رُونما ہُوئے۔ اور سیاسیات کے بحر زخار میں جو تموج در تموج پیدا ہوئے آپ انکے اسباب و علل۔ تاثرات اور یقینی نتائج سے ناآگاہ نہیں ہوسکتے۔ آپ نے دیسی ریاستوں کے متعلق بٹلر کمیٹی کی رپورٹ اور ہندوستان کے آئندہ دستور اساسی کے انصرام کیواسطے سائمن کمیشن اور اسکی امدادی کمیٹیوں کی تگ و دو کا مطالعہ کیا ہوگا اسکے بعد جسطرح سر جان سائمن نے دیسی ریاستوں اور برطانوی ہند کے اتحاد کی طرح ڈالی۔ اور حکومت ہند نے سائمن رپورٹ پر جو تبصرہ کیا۔ اس سے بھی آپ کا واقف ہونا غیر مشتبہ ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ جس وقت وائسرائے کے نامزد کردہ مسلمان مندوب گول میز کانفرنس کی شرکت کے لئے لندن کو سدھارے تھے۔ تو ہم مسلمان چاہتے تھے۔ کہ (۱) ہندوستان کا نظام حکومت فیڈرل ہو۔ (۲) پنجاب و بنگالہ کی مسلم اکثریتیں قائم رہیں۔ (۳) بلوچستان سرحد اور سندھ کے مسلمان صوبوں کو مکمل اصلاحات ملیں۔ (۴) وزارتوں اور ملازمتوں میں مسلمانوں کا حصہ بروئے دستور اساسی محفوظ کردیا جائے (۵) شریعت حقہ تمدن اسلام تعلیم اسلام۔ اور مسلمانوں کا انفرادی قانون غیر مسلم دسترس سے بروئے دستور اساسی محفوظ کردیا جائے۔ (۶) غیر مصرحہ اختیارات صوبجات کے قبضہ میں رہیں۔ اور (۷) مرکزی مجالس آئین ساز اور وزارت میں ہمارا حصہ ۱/۳ ہو ÷

یہ مختصر سی روئداد ہے۔ ان مسلم مطالبات کی جو مسٹر جناح کے چودہ نکات یا دہلی کی مشہور اس قرارداد کے نام سے معروف ہیں۔ جو سر آغا خاں کی صدارت میں آل انڈیا مسلم کانفرنس ۱۹۲۹ء کے پہلے روز منظور کی تھی لیکن آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ لندن میں دیسی ریاستوں کی طرح تمام برطانوی ہند کو اس نظام کا ایک صوبہ یا جزو تسلیم کرانے کی سعی کی جارہی ہے۔ اگر ایسا ہُوا۔ تو ہندوستان کے موجودہ صوبجات کی حیثیت وہی ہوگی جو پنجاب کے کسی ضلع کو اپنے صوبہ کے اندر حاصل ہے۔ یوں جہاں ہم مسلمان فیڈرل نظام کے تسلیم کئے جانے پر اظہار مسرت کر رہے ہیں۔ وہاں ہم بیشتر اس حقیقت سے ناآگاہ ہیں کہ اس لفظی ٹٹی کی آڑ میں ہمیں شکار بنایا جارہا ہے۔ پھر جن صوبوں میں مسلمانوں کی تعداد اقلیت میں ہے۔ ان کو قدرے زیادہ نشستیں دیکر شطرنج سیاست پر سکھوں کے مہرہ کو بڑھایا جارہا ہے۔ اور ہمیں شاہ مات دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ لہذا یہ خطرات بطور نمونہ از خروارے جناب کے گوش گذار کئے گئے ہیں۔ آپ ان سے آسانی نتیجہ ضرور اخذ کرینگے۔ کہ وقت آگیا ہے۔ کہ اور نہیں تو ان صوبوں کے مسلمان جن میں ہماری اکثریت ہے۔ اس بات پر غور کریں۔ کہ ہمارا اپنی اکثریت کو ترک کردینا ہمارے باقی صوبجات کے مسلمان بھائیوں کے لئے اور ہندوستان میں اسلام کے مستقبل کے لئے زیادہ مفید ہے۔ یا مسلمان اقلیتوں کا چند نشستیں مانگ کر غیر مؤثر اقلیت رہنے کی نسبت آبادی کے مطابق حقوق لینے پر اکتفا کرنا اور یوں ہمارے چار صوبوں کیلئے اکثریت کے قیام دوام کی راہ صاف کرکے صوبجات میں توازن پیدا کردینا زیادہ مفید ہے۔ اور لندن میں جو کچھ ہورہا ہے۔ اسکے آخری اور ناقابل تغیر شکل اختیار کرلینے سے پہلے مسلمانوں کو جو خطرات لاحق ہورہے ہیں۔ ان کے ازالہ کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنا چاہئیں ÷ ان خیالات سے متاثر ہو کر خدا کا نام لیکر یہ کانفرنس طلب کی گئی ہے۔ کہ یہ اجتماع جس قدر زیادہ نمائندہ و کثیر ہوگا۔ اسی قدر اہل لندن-

زراعتی تحقیقات کیلئے امپیریل کونسل کا قیام

زراعت ہندوستان کی سب سے بڑی صنعت ہے۔ اور اسے ترقی یافتہ ممالک کے پیمانہ پر لانے کیلئے حکومت نے رائل کمیشن مقرر کی تھی۔ جسکے ارکان نے موجودہ حالات اور انکی اصلاح کے متعلق ایک سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ ارکان کمیشن نے اس ضرورت کو نہایت اہم قرار دیا تھا۔ کہ ہندوستان میں سب سے پہلے زراعتی تحقیقات کیلئے ایک امپیریل کونسل قائم کی جائے۔ کمیشن مذکور کی اس سفارش پر عمل درآمد کیا گیا ہے۔ اور ہندوستان میں امپیریل کونسل آف اگریکلچرل ریسرچ کے نام سے ایک مجلس قائم کر دی گئی ہے۔ اس مجلس کی اغراض و ہیئت ترکیبی کے متعلق اگریکلچر جرنل آف انڈیا کی ایک قریبی اشاعت میں وائس چیرمین کونسل کے قلم سے ایک دلچسپ مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کے دوران میں آپ فرماتے ہیں۔ کہ زراعت کی شاہی کمیشن نے ان طریقوں کے مطالعہ کی طرف بہت توجہ دی۔ جن سے حکومت ہندوستانی زراعت کی بیش از بیش اصلاح کر سکتی ہے۔ شاہی کمیشن نے خود بھی اپنی رپورٹ میں اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے۔ کہ اس مقصد کے لئے ہر ایک جماعت کو موجودہ آئینی حالات کے مطابق کام کرنا پڑیگا۔ یعنی اسے یہ امر پیش نظر رکھنا ہوگا۔ کہ ریسرچ اگرچہ کسی حد تک مرکزی حکومت سے متعلق ہے تاہم زراعت صوبجاتی شعبہ منتقلہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ تحقیقات کی نوعیت ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ وہ صوبجاتی حکومتوں کے حسب منشاء ہو۔ اس لئے کمیشن مذکور نے دیگر ممالک بالخصوص ایسے ممالک میں جہاں فیڈرل طریق حکومت رائج ہے۔ اس قسم کی کامیاب جماعتوں کی تشکیل کے متعلق تحقیق کی۔ اس تحقیقات سے بخوبی ظاہر ہو گیا۔ کہ زراعت کی توسیع اور ترقی کے لئے مرکزی حکومت کے لئے بہترین طریق یہی ہے کہ وہ زراعتی تحقیقات کے لئے ذرائع اور سرمایہ مہیا کرے۔ اور سائنٹیفک ٹیکنیکل اور اقتصادی معلومات کی نشر و اشاعت کرے۔ علاوہ ازیں اس امر کی بھی وضاحت ہو گئی۔ کہ اس قسم کی تحقیقات مرکزی اداروں تک محدود نہیں رکھنی چاہیئے بلکہ ان مقامات پر کرنی چاہیئے۔ جہاں اسے احسن طریق پر سر انجام دیا جا سکتا ہے۔ زراعت کے متعلق اصلاحات پر عمل درآمد کرنے کا کام کونسل کی سرگرمیوں کے دائرہ عمل سے باہر ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق صوبجاتی حکومتوں سے ہے:۔

امپیریل کونسل آف اگریکلچرل ریسرچ کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:۔

(الف) ہندوستان بھر میں زراعت اور ویٹرنری کے متعلق تحقیقات کی توسیع و نگرانی:۔

(ب) تحقیقات کے متعلق وظائف کی سکیم یا دیگر طریق کے ذریعہ تحقیقات کرنے والوں کی ٹریننگ:

(ج) نہ صرف تحقیقات بلکہ عام زراعتی اور ویٹرنری معاملات کے متعلق معلومات کی فراہمی اور ان کی نشر و اشاعت:۔

(د) سائنٹفک مضامین وغیرہ کی اشاعت۔

حکومت ہند نے مرکزی مجلس قانون کی منظوری کے تابع ریسرچ کونسل کو حسب ذیل عطیے دینے کا اقرار کیا:۔

(الف) کونسل کے انتظامیہ اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ایک عطیہ

(ب) ریسرچ کیلئے پانچ لاکھ روپیہ کا ایک سالانہ عطیہ:

(ج) مسلسل تحقیقات کی بنیاد قائم کرنے کے لئے ۲۵ لاکھ روپیہ کا ایک عطیہ جس سے کونسل مذکور ریسرچ کی تجاویز کے انتظام کرنے کے قابل ہو جائے۔

کونسل کی موجودہ تشکیل اس سے بہت مختلف ہے۔ جو شاہی کمیشن نے تجویز کی تھی۔ انتظامیہ جماعت ایک غیر اصلاحی جماعت ہے جس کا صدر وائسرائے کی کونسل کا ممبر زراعت ہے اور جس میں صوبوں کے ۹ وزیر زراعت مرکزی لیجسلیچر کے تین نمائندے۔ کامرس کے دو نمائندے مشاورتی بورڈ کے دو نمائندے اور ایسے مزید نمائندے شامل ہیں جنہیں گورنر جنرل باجلاس کونسل مقرر کرے۔ یہ ایک ایسا انتظام ہے۔ جسکی رو سے حسب ضرورت ریاستوں کے نمائندے بھی شامل کئے جا سکتے ہیں۔ انتظامیہ جماعت کا وائس چیرمین امپیریل کونسل آف اگریکلچر ریسرچ کا وائس چیرمین اور اس کا سب سے بڑا انتظامیہ افسر ہے۔ مشاورتی بورڈ کونسل مذکور کا اصطلاحی شعبہ ہے اور اس میں صوبجاتی محکمہ جات زراعت و ویٹرنری ریسرچ کے متعلق انسٹی ٹیوشنوں اور انجمنوں اور یونیورسٹیوں کے نمائندے شامل ہیں۔

مذکورہ بالا امور سے ظاہر ہو گیا ہو گا۔ کہ کونسل مذکور اپنی تشکیل کے لحاظ سے جمہوری ہے کیونکہ اس کی پالیسی اور سرمایہ کا انتظام مرکزی حکومت کے نمائندوں کے سپرد نہیں بلکہ مرکزی اور صوبجاتی مجالس قوانین کے منتخب شدہ ممبروں کے ہاتھ میں ہے۔ اور جس کے متعلق صوبوں کے ذمہ وار وزراء کو سب سے زیادہ اختیار حاصل ہے۔ مشاورتی بورڈ میں ایسے جملہ مفادات کے نمائندے شامل ہیں۔ جن کا سائنٹیفک تحقیقات اور زراعت کی اصلاح سے تعلق ہے۔

کونسل مذکور کے انتظامیہ کام کے متعلق بھی کچھ ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ یہ کام زیادہ تر سالم وقت کام کرنے والے عملہ کے سپرد ہے۔ جو وائس چیرمین۔ دو ماہر مشیروں اور سیکرٹری پر مشتمل ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زراعت کے قدیم امپیریل ڈیپارٹمنٹ کی از سر نو تنظیم کی گئی ہے۔ حکومت ہند کے زراعتی مشیر کی اسامی اڑا دی گئی ہے۔ اور اب اگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پوسا اور امپیریل ویٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ مکتسر کے ڈائرکٹر صاحبان سے براہ راست حکومت ہند کا تعلق ہے۔ لیکن ان کے فرائض میں مشاورت شامل نہیں۔ یہ کام ریسرچ کونسل کے وائس چیرمین اور ماہرین خصوصی کا ہے۔ مقامی حکومتوں کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ ان افسروں کا مشورہ طلب کریں۔ گویا ایک ایسی جماعت مرتب کی گئی ہے جو زراعتی مسائل کا مطالعہ کر سکے۔ اور اپنے سرمایہ سے ان مسائل کا حل دریافت کرنے کی کوشش کرے۔ تحقیقاتی کام کے علاوہ کونسل مذکور کے ذمہ یہ کام ہے۔ کہ وہ زراعت کے متعلق مختلف علوم و فنون کے بارہ میں پوسٹ گریجویٹ ٹریننگ کی حوصلہ افزائی کرے۔

آخر میں یہ بیان کر دینا مناسب ہوگا۔ کہ اگرچہ اس وقت تک ریسرچ کونسل کے متعلق اخراجات حکومت ہند برداشت کرتی ہے۔ لیکن دیگر ذرائع سے بھی اسے مالی امداد دی جا سکتی ہے۔ چنانچہ ہز ایگزالٹڈ ہائی نس نظام کی حکومت کی طرف سے دو لاکھ روپیہ کا فیاضانہ عطیہ دیا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ دوسری ریاستوں کی طرف سے بھی اسی قسم کی مالی امداد حاصل ہوگی۔ یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کونسل مذکور کا اپنا کوئی انسٹی ٹیوٹ نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی ایسا انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے کا ارادہ ہے۔ صرف موجودہ انسٹی ٹیوشنوں کو عطیے دیے جائیں گے تاکہ ریسرچ کے کام میں ترقی ہو۔ اس طریق سے امید کی جاتی ہے۔ کہ سرمایہ سے غائت ترین فائدہ اٹھایا جائیگا جو اگرچہ بذات خود تو اتنا قلیل نہیں کہ اسے نظر انداز کیا جائے لیکن ریسرچ کونسل کے کام کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بہت زیادہ ہے:۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

جماعت احمدیہ خوشاب کے کارکن

نئے انتخاب میں حسب ذیل اصحاب کارکن منتخب ہوئے ہیں:۔

میاں غلام یٰسین صاحب سیکرٹری تبلیغ سید سردار شاہ صاحب درس قرآن ہدایت صاحب جنرل سیکرٹری مستری عبد اللہ صاحب محاسب مستری فضل الدین صاحب

آپ کا انگلش ٹیچر موتیوں میں تول کر لینے کے قابل ہے

جناب ماسٹر محمد احسن صاحب جے۔ اے۔ وی۔ انگلش ٹیچر قائمقام ہیڈ ماسٹر احمدیہ مڈل سکول گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ فرماتے ہیں۔ مجدید انگلش ٹیچر کا بغور مطالعہ کیا۔ واقعی اسم بامسمیٰ پایا۔ ہندوستانیوں کو جلد انگریزی سے آشنا کرنے والی ایسی مفید اور مکمل کتاب آج تک میری نظر سے نہیں گذری۔ قابل اور تجربہ کار مصنف کی محنت قابل مبارکباد اور قابل شکریہ ہے"۔

جناب ایم عبد اللہ صاحب یلامنچلی مدراس لکھتے ہیں۔ آپ کی کتاب انگلش ٹیچر کے پڑھنے سے میں سینیر سکول لیونگ کے امتحان میں اچھے نمبروں سے پاس ہو گیا ہوں۔ واقعی آپ کی کتاب موتیوں میں تول کر لینے کے قابل ہے"۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک

اگر ایک لائق استاد کی طرح بہت جلد اور نہایت آسانی سے انگریزی نہ سکھائے۔ تو کل قیمت واپس منگوالیں۔

قمر برادرز دالف شملہ

بے روزگاروں کو مژدہ

اگر آپ خوشحال ہونا چاہتے ہو تو کٹ پیس یا امریکن گرم کوٹ کی پر منافعہ تجارت کریں یا اپنی بیوی سے گھر پر کرائیں دھوکہ سے بچو نرخ طلب کرو۔

بزنس ہوم لمیٹڈ فورٹ بمبئی

حب اٹھرا

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا استعمال کرائیں۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے۔ کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم طبیب کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گود بھری ہیشن گولیاں حضور کی مجرب اور ان اندھیرے گھر کا چراغ ہیں جنکو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں ان گود بھری گولیوں کے استعمال سے بچہ فربہ خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ از ماکر فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ للعہ شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۴ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں یکدم ۴ تولہ منگوانے پر عہ تولہ اور نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آ گئے ہوں۔ دانتوں سے خون اور پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ زرد رنگ کے ہوں۔ اور منہ سے پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے سب نقص دور ہو جاتے ہیں اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت بارہ ۱۲ آنے

سرمہ نور العین

اس کے اجزا موتی و ممیرا ہیں۔ یہ آنکھوں کے امراض کا مجرب علاج ہے آنکھوں کی روشنی بڑھانیوالا۔ دھند۔ غبار۔ ککرے۔ خارش۔ جالا۔ ناخونہ ضعف چشم پڑبال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لئے دار پانی کو روکنے میں ہمیشل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرست کرنا۔ اور پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا۔ خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ (عہ)

پتہ یاد رکھئے

ڈاکٹر محمد حسن احمدی۔ ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ایس۔ ڈاک خانہ بھیری اکبر پور کانپور:۔ اس لئے کہ بیماریوں کا علاج ہومیو پیتھک دواؤں سے بذریعہ خط و کتابت کیا جاتا ہے۔ دوائیں امریکہ و جرمنی کی مجربات۔ زود اثر۔ خوش ذائقہ۔ کم قیمت اور سخت سے سخت بیماریوں میں فائدہ دینے والی ہیں ہر ایک مردانہ و زنانہ ظاہر و پوشیدہ بیماری کے لئے پورا حال تحریر فرمائیے۔ بایو کیمک اصلی جرمنی کی مہر شدہ دوائیں طلب فرمائیں۔ خط و کتابت سے ہومیو پیتھک سیکھنے کیلئے بھی احباب جوابی کارڈ بھیج کر دریافت کر سکتے ہیں۔

موقعہ کی زمین سکنی

میری زمین جو محلہ دار الرحمت میں ہے۔ اسکی بنیادیں بھری ہوئی ہیں۔ میں اس کو فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ اسکا رقبہ پندرہ مرلہ ہے۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ وہ اس پتہ سے دریافت کریں۔

محمد اسحٰق کشمیری احمدی تیجہ کلاں ضلع گورداسپور

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان احمدی عمر تقریباً ۱۸ سال برسر روزگار کے واسطے رشتہ کی ضرورت ہے۔ پنجاب کے ضرورت مند اصحاب ذیل کے پتے پر خط و کتابت کریں۔

ایم معرفت بابو فضل الٰہی احمدی صاحب سپیشل پوسٹ ماسٹر دیپالپور ضلع منٹگمری

المشتہران:۔ نظام جان عبد اللہ جان معین الصحت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— لندن۔ ۳۱ دسمبر۔ آج جب اقلیتوں کی سب کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ تو ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی قوموں کے نمائندوں نے اپنے اپنے خیالات پیش کئے۔ رومن کیتھولک نمائندے نے ظاہر کیا۔ کہ ہندوستانی عیسائی اپنے لئے جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کے مدعی ہیں۔ کرنل گڈنی نے اینگلو انڈین جماعت کی طرف سے خاص اور فرقہ دار حلقہ ہائے انتخاب کا مطالبہ کیا۔ سر ہیوبرٹ کار نے یورپین جماعت کی طرف سے جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کے قیام پر زور دیا۔

—— انگورہ۔ ۳۱ دسمبر۔ صوبہ سمرنا میں مارشل لا کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ جو فوجی حکام منی مین میں حکومت کے خلاف مظاہرات کو دبانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ ان پر فوجی عدالتوں میں مقدمے چلائے جائیں گے۔ توقع ہے۔ کہ بہت سے ایسے اشخاص کو جن کا تعلق اس بغاوت سے ہے۔ پھانسی دیدی جائیگی۔

—— رنگون۔ ۳۱ دسمبر۔ گذشتہ شام تقریباً پانچ سو باغیوں نے پشو گیاڈ کے فوجی کیمپ پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ باغیوں نے فوج پر گولیاں چلائیں۔ طرفین کا کھلے میدان میں مقابلہ ہو گیا۔ سرکاری فوجوں نے گولہ باری کر کے باغیوں کو بھاری نقصان پہونچایا۔ یہ اطلاع بھی موصول ہوئی ہے۔ کہ تھاراوادی کے نواحی رقبہ میں بعض دیہاتیں خالی پڑے ہیں کیونکہ ان کے باشندے باغیوں کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔

—— بمبئی۔ ۳۱ دسمبر۔ لاہور کانگریس کی قرارداد آزادی کی سالگرہ منانے کے لئے جنگی کونسل اور اس کی شاخوں کے زیر اہتمام (جو خلاف قانون قرار دی گئی ہیں) شہر میں جلسے کرنے اور جلوس نکالنے کی تجویز کی گئی تھی۔ لیکن تمام شہر میں ایسے جلسوں اور جلوسوں کی بندش کے لئے پولیس اور فوج کی طرف سے انتظامات عمل میں لائے گئے۔ نصف شب سے پہلے چوپاٹی اور اس کے گردو نواح میں چند ہزار آدمیوں کا ہجوم جمع ہو گیا۔ لیکن پولیس نے ہجوم کو لاٹھیوں سے منتشر کر دیا۔ اور کانگریس کے جلوس کو بھی لاٹھیوں کے ساتھ منتشر کر دیا۔ قریباً ۶۰ آدمی زخمی ہوئے۔ ۱۱ آدمیوں کو شدید چوٹیں آئیں۔ ۲ بجے کے بعد فوراً گالبا دیوی روڈ پر ہجوم جمع ہو گیا۔ اور تھانہ پولیس پر پتھر برسائے۔ جس سے ۱۵ کانسٹیبل اور ۲ سارجنٹ زخمی ہوئے پولیس نے ہجوم کو پہلے تو انتباہ کیا۔ اس کے بعد گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ بارہ گولیاں چلائی گئیں۔ ۹ آدمی زخمی ہوئے۔

—— راولپنڈی۔ ۳۱ دسمبر۔ ایچ۔ ایس۔ ملک ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ لندن میں ہندوستان کے ڈپٹی ٹریڈ ایجنٹ مقرر ہوئے ہیں۔

—— لندن۔ ۲۹ دسمبر۔ ڈاکٹر مونجے۔ مسٹر ایس۔ پی۔ تانبے سر بھیانکر۔ راؤ بہادر سری نواس اور سر شوراؤ نے فیڈریشن کمیٹی کے صدر لارڈ سینکے کے نام ایک مکتوب ارسال کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ جس قسم کا فیڈریشن تجویز کیا گیا ہے۔ اس سے درجہ نو آبادیات کا مسئلہ خبط ہو جاتا ہے۔

—— شنگھائی۔ ۳۰ دسمبر۔ چینی ڈاکوؤں نے ریلوے لائن اکھاڑ کر ایک ٹرین کو لائن سے گرا دیا۔ انجن پھٹ گیا۔ اور اس میں آگ لگ گئی۔ ۸۰ مسافر مر گئے۔ اور ۴۰ زخمی ہو کر ہسپتال میں پڑے ہیں۔ ڈاکوؤں نے گاڑی کو لوٹنا شروع کر دیا۔ وہ کئی مسافروں کو گرفتار کر کے ہمراہ لے گئے۔ تاکہ ان کے رشتہ داروں سے روپیہ وصول کر سکیں۔

—— الہ آباد۔ یکم جنوری۔ آج صبح مسز کملا نہرو اہلیہ پنڈت جواہر لال نہرو قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت گرفتار کر لی گئیں۔

—— اوٹاوہ۔ ۳۰ دسمبر۔ ہندوستان کے نئے وائسرائے لارڈ ولنگڈن اور لیڈی ولنگڈن ۶ جنوری کو کینیڈا سے بعزم انگلستان روانہ ہو جائیں گے۔

—— کابل۔ ۲۶ دسمبر۔ حکومت کے ماہر معدنیات نے وزارت تجارت کو ایک رپورٹ بھیجی ہے۔ کہ میں نے ارغندہ کے قرب و جوار میں سیسہ کی ایک نئی کان دریافت کی ہے۔ وزارت تجارت اب سیسہ کی پنسلوں کی ساخت کے جواز پر غور و خوض کر رہی ہے۔ چونکہ افغانستان میں سستی لکڑی بکثرت ملتی ہے اس لئے امید ہے کہ وہاں جلد ہی پنسل بنانے کی صنعت و حرفت شروع ہو جائیگی۔

—— لندن۔ یکم جنوری۔ آج بعد دوپہر سرحدی سب کمیٹی نے اپنا کام ختم کر لیا۔ اور رپورٹ تیار کر لی جس میں لکھا ہے کہ پانچ منظم اضلاع جو اس وقت براہ راست حکومت کے زیر اقتدار ہیں۔ اب اس کے ماتحت نہ رہیں۔ اور انہیں گورنری کے صوبہ کا درجہ دیدیا جائے۔ لیکن ایسا کرنے میں مقامی حالات اور صوبہ مذکور میں آل انڈیا مسائل کے ماتحت جو فیصلہ کیا جائے اس کا لحاظ رکھا جائے۔ قبائلی علاقوں کے اقتدار کے متعلق تمام معاملات صوبجاتی حکومت کے دائرہ اختیار سے نکال لئے جائیں۔ اور انہیں مرکزی مضامین سمجھا جائے۔

—— لندن۔ یکم جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گول میز کانفرنس کے برخاست ہو جانے کے بعد حکومت ایک کمیٹی مقرر کرنا چاہتی ہے۔ جو ہندوستان کا دورہ کر کے حل طلب مسائل کے متعلق رپورٹ پیش کرے۔ ان میں اقلیتوں کے وہ مسائل بھی شامل ہونگے۔ جن کا تصفیہ کانفرنس کے خاتمے تک نہیں ہوگا۔

—— لاہور۔ ۲ جنوری۔ مسٹر بی۔ آر۔ پوری رکن اسمبلی نے آئندہ اجلاس میں مصرحہ ذیل قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ یہ ایوان حکومت کی تشدد آمیز حکمت عملی کی مذمت کرتا ہے۔ اور گورنر جنرل باجلاس کونسل سے اس امر کی سفارش کرتا ہے۔ کہ موجودہ حکمت عملی کو فوراً ترک کیا جائے۔ اور سیاسی پیچیدگیاں کے پیش نظر جو تشدد سے پیدا ہوئی لازمی ہیں۔ زیادہ ہمدردانہ اور مصالحانہ حکمت عملی اختیار کی جائے۔

—— حیدر آباد دکن۔ ۳۱ دسمبر۔ ۲۹ رجب المرجب کو سلطنت آصفیہ کی خود مختاری کے اعلان کی تعطیل اور جشن منایا گیا۔ اس تقریب میں حیدر آباد کی افواج کے منتخب سکاؤٹس نے حصہ لیا۔ نواب اکبر یار جنگ کی صدارت میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد دو صد سالہ جشن خود مختاری جو شاہی تقریر ہوئی تھی۔ اس کا اعادہ کیا گیا۔

—— کلکتہ۔ ۳۰ دسمبر۔ حکومت ہند کے حلقوں میں ہندوستان کے اندر نشر صوت کے مستقبل پر کافی بحث و تمحیص ہو رہی ہے۔ اس کی دو ہی متبادل صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کہ یا تو سکیم کو قطعاً ترک کر دیا جائے۔ یا کافی طور سے اس کے نشو و ارتقا کا انتظام کیا جائے۔

—— پشاور۔ ۳۱ دسمبر۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار خصوصی رقمطراز ہے۔ سردار محمد عثمان خان جو شاہ امان اللہ خان کے عہد حکومت میں ہندوستان کے افغان قونصل جنرل تھے اب پھر اسی منصب جلیلہ پر سرفراز کر دیئے گئے ہیں۔ سردار محمد دوست افغان سفیر متعینہ طہران کے سیکرٹری ہیں۔

—— لندن۔ یکم جنوری۔ ۳ اپریل کو لارڈ ولنگڈن جدید وائسرائے ہند مارسیلز سے ہندوستان کی جانب روانہ ہونگے

—— رنگون۔ یکم جنوری۔ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے۔ کہ باغیوں کا سردار مارا گیا ہے۔ وہ ایک خوبصورت نوجوان تھا۔ اور کئی دنوں سے بستر علالت پر پڑا تھا۔ پولیس نے اس چھاپہ خانہ کا سراغ لگا لیا ہے۔ جہاں باغیوں نے کارڈ وغیرہ چھپوائے تھے۔